انتخاب از نواب احمد رضا فاضلِ بریلوی

خان صاحب بریلوی اپنے اور اپنے ہم مسلک اکابر کے فتاوی واصولوں کی روشنی میں

تالیف

از : مناظرِ اہلِ حق حضرتِ اقدس مولانا ساجد خان نقشبندی مدظلہ العالی

فاضل : دارالعلوم کراچی

مدرس : دارالعلوم مدینہ

ناشر : جمیعۃ اھل السنہ والجماعہ

Imagitor

خان صاحب بریلوی اپنے اور اپنے ہم مسلک اکابر کے فتاویٰ واصولوں کی روشنی میں

قارئین کرام! بریلوی فرقہ کے بانی مولوی احمد رضا خان نے اغیار کی خوشنودی کیلئے ساری زندگی علمائے اہلسنت پر کفر کے فتوے لگائے، ان کی صریح وصاف عبارت کے اندر قطع و برید کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا لیکن اللہ کی شان کہ ان علمائے حقہ پر کفر کے فتوؤں کی بمباری میں خود مولوی احمد رضا خان ایسے گھائل ہوئے کہ آج تک ان کی ذریت اپنے مجدد کو اس کفر گردی کے بارِگراں سے نہ نکال سکی، اسی عنوان کے تحت فقیر آپ کے سامنے کچھ معروضات پیش کرے گا کہ علمائے اہلسنت کے ساتھ دشمنی کرنے پر آدمی کا انجام کیا ہوتا ہے اور یہ علمائے حقہ کی کرامت ہے کہ ان کی تکفیر کرنے سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

رضاخانی مذہب میں خدا کی شان

قارئین کرام! تمام امت مسلمہ کے نزدیک وہ شخص کافر مرتد وجہنمی ہے جو اللہ کی شان میں گستاخی کرے، اس کی ذات پاک کیلئے کوئی عیب یا نقص ثابت کرے، لیکن رضاخانی مذہب میں ایسا شخص مسلمان ہے اس کو کافر کہنا خلافِ احتیاط ہے، ہلاکت میں پڑنا ہے، چنانچہ فرقہ رضاخانی کے بانی مولوی احمد رضا خان شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنی کتاب "الکوکبۃ الشہابیہ" میں لکھتے ہیں کہ:

"اس نے یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم وضروری جانا اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن مانا" (ص ۱۷۸)۔

اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ:

"یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹ ہو جانے میں حرج نہیں" (ص ۱۸۱)

پھر اس کے آگے لکھتے ہیں کہ:

"اسمیں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کرسکتا ہے وہ سب خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے، جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، جلنا، ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل ہے" (ص ۱۸۲)

قارئین کرام! ان تمام کفریہ عبارات کو غور سے ملاحظہ فرمائیں، خدا کی شان میں کوئی گندی سی گندی گالی ایسی نہ رہی جو خانصاحب نے ان عبارات کے اندر مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی طرف منسوب کر کے نہ لکھی ہو، گویا شہید مرحوم ان کے نزدیک بیک وقت ان تمام کفریات کے مرتکب تھے، لیکن دوسری طرف ہماری حیرانگی کی کوئی انتہاء نہیں کہ یہی مولوی احمد رضا خان انہی شہید مرحومؒ کے متعلق **"تمہید ایمان"** میں لکھتے ہیں کہ:

"اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں نبی ﷺ نے اہل لاالہ الااللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے"۔

(تمہید ایمان ص ۵۴ مکتبۃ المدینہ)۔

علمائے محتاطین انہیں (اسمٰعیل دہلوی) کو کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب و بہ یفتی و علیہ الفتوی و ھو

المذهب و علیه الاعتماد و فیه السلامة و فیه السداد، یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر اعتماد اور اسی میں علامت، (یہاں علامت کی جگہ "سلامتی" ہونا چاہیئے تھا، از ناقل) **اور اسی میں استقامت۔** (تمہید ایمان ص ۵۳)۔

خانصاحب کی مذکورہ عبارت کو ملانے کے بعد نتیجہ صاف نکلے گا کہ معاذ اللہ خدا پاک کی شان میں غلیظ گالیاں بکنے والا العیاذ باللہ اس کو جھوٹا اور جاہل کہنے والا اسکے لئے وجود وصفات مخلوقین سے متصف کرنے والا مسلمان ہے، اس کو کافر کہنے والا احتیاط کے خلاف سلامتی سے دور اور استقامت کے منافی ہے، العیاذ باللہ۔ بے شک بے شک یہی وہ دین ہے جو خانصاحب کی کتابوں سے ظاہر ہے اور جس پر ہر فرض سے اہم فرض کی طرح عمل کرنے کی خانصاحب نے وصیت فرمائی!!!!

مذاہب عالم کا مطالعہ کر لیجیے ان کے کتب خانے چھان مار لیجیے، کسی دین و مذہب میں آپ کو یہ چیز نہ ملے گی، جی چاہتا ہے کہ اس موقع پر ایک اور عبارت نقل کر دوں، لیکن اس عبارت کے اندر جس قسم کی کفریہ باتیں خانصاحب نے نقل کی ہیں میرے ہاتھ ان کو نقل کرنے سے قاصر ہیں ان کو لکھتے ہوئے میرے ہاتھوں پر رعشہ طاری ہے، دنیا کی کوئی گندی سی گندی گالی ایسی نہیں جو اس خبطی نے اپنی اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کی ہو، پھر ظلم یہ کہ ان تمام مغلظات کو جو دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا دہریہ بھی اللہ کی ذات کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا کو مظلوم شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دیا...... الحساب یوم الحساب کتاب **"سبحان السبوح"** کے صفحہ 112 سے 114 پر آپ خود ملاحظہ فرمالیں...... لیکن خدا کی قسم یہ سب مولوی احمد رضا خان کے پیٹ کی پیداوار ہے شہید مظلوم ہرگز ہرگز ان عقائد کے حامل نہ تھے، حاشاللہ!!!!

لیکن قارئین کرام دوسری طرف ہماری حیرانگی کی کوئی انتہاء نہیں کہ ان سب کے باوجود مولوی احمد رضا خان شہید مرحومؒ کو مسلمان لکھ رہے ہیں اور ان پر کفر کے فتوے کو احتیاط کے خلاف اور سلامتی و استقامت کے منافی قرار دے رہے ہیں، فوا اسفا!!

بانی رضاخانیت کے امتیو!!! اور بدعت کے فرزندو!!! تمہیں معلوم ہوا کہ تمہارے دین و مذہب میں ایسے گندے اور ملعون عقیدے رکھنے والا بھی مسلمان ہے، تمھیں پتہ چلا کہ تمہارے دھرم کا بانی کس گندی ذہنیت اور ناپاک طبیعت کا مالک تھا...... اس کے باوجود بھی اہل السنۃ کے منہ آتے ہو، شرم...... شرم...... شرم......

رضاخانی مذہب میں رسول اللہ ﷺ کی شان

رضاخانی مذہب کا یہی بانی اپنی کتاب "الکوکبۃ الشہابیہ" شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ پر تبرا کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"مسلمانو، مسلمانو! خدارا ان ناپاک وشیطانی ملعون کلموں پر غور کرو...... پادریوں پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو...... شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر کے دیکھئے کس جگر سے محمد ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے الفاظ لکھ دیے...... مسلمانو! کیا ان گالیوں کی حضور ﷺ کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ایذاء نہ پہنچی، ہاں ہاں واللہ واللہ، انھیں اطلاع ہوئی واللہ واللہ انہیں ایذاء پہنچی...... اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی

تاویل کی بھی جگہ نہیں" (الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۰۱ و ۲۰۳).

اس عبارت میں خانصاحب نے مندرجہ ذیل تصریحات کی ہیں:

(۱) یہ کہ اس نے حضور ﷺ کو صاف صاف بے دھڑک صریح گالیاں دی ہیں ایسی کہ پادریوں پنڈتوں کھلے مشرکوں کی کتابوں میں بھی ایسی گالیوں کی نظیر نہ ملے گی۔

(۲) ان گالیوں کی یقیناً حضور ﷺ کو اطلاع ہوئی...... اور آپ ﷺ کو اس سے ایذا بھی پہنچی۔

(۳) ان گالیوں میں کسی بھی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔

غرض مولوی احمد رضا خان نے خود مظلوم شہید مرحومؒ کے یہ جرائم لکھے لیکن اس کے باوجود اسی کتاب کے اخیر میں انہی شہید مرحومؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب نتیجہ یہ نکلا جو شخص رسول اللہ ﷺ کو پادریوں اور پنڈتوں سے زیادہ کھلی اور سڑی گالیاں دے اور حضور ﷺ کے قلب مبارک کو ایذاء پہنچائے اسے کافر نہ کہنا ہی مولوی احمد رضا خان کے نزدیک احتیاط مختار اور پسندیدہ ہے۔

رضا خانیو!! دیکھا یہ ہے تمہارے مذہب شریف میں رسول اللہ ﷺ کی شان...... اسی پر عشق رسول ﷺ اور محبت کا دعویٰ! شرم......شرم......شرم......

رضا خانی مذہب میں قرآن کی شان

رضا خانی مذہب کے بانی اسی کتاب میں مظلوم شہید مرحومؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

جا بجا قرآن عظیم ایک بات فرمائے اور یہ صاف اسے غلط باطل کہہ جائے...... اسکے طور پر...... جا بجا قرآن عظیم میں شرک موجود ہے۔ (الکوکبۃ الشابیہ ص ۲۱۰، ۲۱۱)

لیکن اس کے باوجود فتویٰ یہی ہے کہ انہیں کافر مت کہو، نتیجہ یہ نکلا کہ رضا خانی مذہب میں قرآن کریم کو غلط کہنے والا اس میں جا بجا شرک ماننے والا بھی مسلمان ہے، العیاذ باللہ!!

رضا خانی مذہب میں ملائکۃ الرحمٰن کی شان

اسی کتاب میں مظلوم شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

(اس کے نزدیک) حضرات ملائکہ عظام علیہم الصلوۃ والسلام سے شرک صادر ہوا، (ایضاص ۲۱۱).

ما قبل میں لکھتے ہیں کہ:

یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت جنت و نار تمام ایمانیات کو ماننے سے انکار کیا ہے، (ایضاص ۱۸۷)

لیکن ان سب کے باوجود رضا خانی مذہب میں شہید مرحومؒ مسلمان ہیں انہیں کافر کہنا بے احتیاطی ہے، سلامتی کے منافی ہے، ہلاکت

میں پڑتا ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ رضاخانی مذہب میں تمام ایمانیات کا انکار کرنے کے بعد بھی آدمی کافر نہیں ہوتا مسلمان ہی رہتا ہے، واہ رے رضاخانی مذہب......؟؟ تیری وسعت......ملت رضاخانی کے فرزندو! اور بدعت ملعونہ کے پرستارو! کچھ خبر ہوئی یہ ہے تمہارے امام ومجدّد کا وہ دین ومذہب جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہے اور جن کے متعلق انھوں نے اپنے وصیت کے اخیر میں لکھا کہ:

میرا دین ومذہب جو میری کتابوں سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

رضاخانیو! اگر تم کہو تو تمہارے بانی مذہب کا کافر ومرتد ہونا بھی اسی جگہ انہیں کے ''کلام شریف'' سے اور انہی کے ''دین ومذہب'' سے ثابت کردیا جائے اچھا سنو! تم بھی کیا یاد کروگے کہ کس سے واسطہ پڑا!!!!

بانیٔ رضاخانیت اور اس کے ماننے والے فتوؤں کی زد میں

اب تک مولوی احمد رضا خان کی جو عبارتیں منقول ہوئی ہیں ان سے دو باتیں آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہو چکی ہیں:

(۱) مولوی احمد رضا خان کے بقول شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ نے نعوذ باللہ خدا کو ناپاک سڑی سڑی گالیاں دی، اسے جھوٹا اور ناقابل اعتماد ٹھہرایا، اس کیلئے دنیا بھر کی خباثتوں کو ثابت کیا، اسی طرح حضور اکرم ﷺ کو صاف صریح گالیاں دی جس میں تاویل کی گنجائش نہیں اور ان گالیوں پر حضور ﷺ کا اطلاع ہوئی اور ان کے قلب مبارک کو ایذاء ہوئی، قرآن کا انکار کیا اس میں جابجا شرک کا اقرار کیا، ملائکہ، جنت دوزخ انبیاء غرض تمام ایمانیات کا انکار کیا۔

(۲) دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ ان تمام جرائم خبیثہ اور عقائد ملعونہ کے باوجود مولوی احمد رضا خان کے نزدیک حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے انہیں کافر کہنا ناپسندیدہ اور خلاف احتیاط تھا۔

اب خود خانصاحب کے منہ سے سنئے کہ ایسے شخص کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے:

شفاء شریف وبزازیہ وفتاویٰ خیریہ وغیرہ میں ہے کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضور ﷺ کہ شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (تمہید ایمان ص ۳۶)

اور آگے لکھتے ہیں کہ:

کہ ایک کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان سید الانبیاء علیہم السلام میں صاف صریح ناقابل تاویل وتوجیہ ہوں اور پھر بھی حکم کفر کا نہ ہو اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہے اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ (ایضا ۴۵)۔

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ خانصاحب بریلوی نے جو مظلوم شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف عقائد کفریہ منسوب کئے اور پھر بھی ان کو مسلمان جانا خود اب اپنے ہی قلم سے ڈبل کافر ہوئے، بلکہ بقول ایسے شخص کے کفر پر تو اجماع ہے اور اب جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی خانصاحب کے فتوے کی رو سے کافر ہے، اے شہیدؒ! تیری قبر کو اللہ نور سے بھردے، یہ ہے شہید رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت کہ جنھوں نے ان کی طرف یہ عقائد منسوب کئے اور انھیں کافر ثابت کرنے کی کوشش کی وہ آج اپنے ہی قلم سے کافر ہوئے!!!!

قارئین کرام! ملحوظ رہے کہ رضا خان کو ہم نے کافر نہیں کہا بلکہ یہ صرف انہی کا فتویٰ اور انہی کا دین ومذہب ہے جس پر مضبوطی سے قائم

رہنا ہر رضا خانی کا اہم فریضہ ہے ہم تو صرف اس فتوے کو نقل کرنے والے ہیں..... ہماری کیا مجال کہ ایسا جرنیلی فتویٰ دے سکیں یہ کام تو جہنم کا داروغہ ہی کرسکتا ہے!!!!!

اہلِ بدعت کی طرف سے تاویل اور ہمارا جواب:

رضا خانیوں نے اس کے جواب میں جو تاویل بعید وغیرہ یا توبہ کی تاویلات کی اس سب کا منہ توڑ جواب بندہ ''دفاع اہل السنۃ والجماعۃ جلد اول'' میں دے چکا ہے، اب کی بار رضا خانی حضرات نے پینترا بدلا اور کہا کہ انوار آفتاب صداقت میں اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر ہے اور خان صاحب بریلوی نے اس کتاب کی تصدیق کی:

''لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ امام اہلسنت نے اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر کردی تھی اور یہی قابل عمل ہے''۔

(کنزالایمان اور مخالفین، ص ۷۳)

جواب اس سلسلے میں گذارش ہے کہ خود خان صاحب نے تمہید ایمان میں لکھا کہ شاہ اسمٰعیل شہید کی تکفیر نہ کی جائے، یہی راستہ احتیاط وسلامتی کا ہے، اب بقول تمہارے خان صاحب نے تکفیر کرکے یہ ثابت کردیا کہ وہ سلامتی کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں اور محتاط مفتی نہ تھے۔

ثانیاً خان صاحب نے شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر نہیں کی تھی اس کے ثبوت میں خان صاحب ہی کے بیٹے مصطفیٰ رضا خان نے پوری کتاب ''الموت الاحمر'' لکھی ان کے بیٹے پر تو یہ عقدہ نہ کھلا اور آپ پر یہ انکشاف ہوگیا کہ خان صاحب نے تکفیر کردی تھی۔

بریلوی غزالی ورازی مولانا احمد سعید کاظمی لکھتے ہیں:

''خصوصاً اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی......تو مسئلۂ تکفیر میں اس قدر محتاط واقع ہوئے تھے کہ امام الطائفہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے بکثرت اقوالِ کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم والتزامِ کفر کے فرق کو ملحوظ رکھنے یا امام الطائفہ کی توبہ مشہور ہونے کے باعث از راہِ احتیاط مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کی تکفیر سے کفِ لسان فرمایا، اگرچہ وہ شہرت اس وجہ کی نہ تھی کہ کفِ لسان کا موجب ہوسکے، لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، ملاحظہ فرمائیے (اَلْکَوْکَبَۃُ الشِّھَابِیَۃ، مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی صفحہ ۶۲)

حیرت ہے ایسے محتاط عالم دین پر تکفیر مسلمین کا الزام عائد کیا جاتا ہے،

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

(الحق المبین، ص ۳۵،۳۶)

اب بتائیں ہم آج کے رضا خانی کو سچا مانیں یا احمد سعید کاظمی کو؟؟؟؟

حسام الحرمین اور مخالفین ص ۸۷ پر بھی یہی لکھا گیا کہ خان صاحب بریلوی نے تکفیر نہیں کی۔

مفتی حنیف قریشی نے ''روئیداد مناظرہ گستاخ کون'' میں بھی دلائل کے ساتھ یہی راگ الاپا کہ خان صاحب نے تکفیر نہیں کی۔

مناظرہ جھنگ، ص ۲۶۳ پر مولانا اشرف سیالوی نے یہی کہا کہ خان صاحب نے شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر نہیں کی۔

مفتی شاہ محمد کوثر نے تو اس پر پوری کتاب لکھی کہ نہ تو خان صاحب بریلوی اور نہ بریلوی علماء شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کرتے

ہیں۔(تحقیق جمیل درلزوم کفر اسمٰعیل)

شریف الحق امجدی صاحب نے تو کمال ہی کر دیا وہ لکھتے ہیں:

''لیکن جب وہ کلمات مجدد اعظم اعلیٰ حضرت...... کے علم میں آئے تو بمصداق فوق ذی کل علم علیم ان میں اعلیٰ حضرت......کو اسلام کا پہلو نظر آیا، اگر چہ وہ بعید ہو، ضعیف ہو، اس لئے اعلیٰ حضرت نے کفِ لسان فرمایا''۔(تحقیقات،ص ۲۰۷)

مفتی منیب الرحمن نے اپنی پوری کیبنٹ کے ساتھ بیٹھ کر تیار کروائی گئی کتاب میں یہی موقف اختیار کیا کہ شاہ اسمٰعیل شہید کی تکفیر خان صاحب نے نہیں کی۔(اصلاح عقائد و اعمال،ص ۳۲،۳۳)

مولوی حسن علی رضوی نے بھی یہی موقف اپنایا۔(محاسبہ دیوبندیت، ج ۲،ص ۳۹۹)

غرض آج تک اس موضوع پر جس نے بھی قلم اٹھایا یہی لکھا کہ خان صاحب بریلوی نے شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر نہیں کی، پھر یہ کہنا کہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کا قول ہی قابل عمل ہے کس قدر جھوٹ و دجل و فریب ہے!!!!

ان بریلوی اکابر کے مقابلے میں آج کل کے ان داڑھی منڈھے رضاخانی لونڈوں کی کیا حیثیت و حقیقت رہ جاتی ہے؟؟؟؟

غرض اگر بقول بریلویہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کافر تھے معاذ اللہ تو خان صاحب بریلوی ۱۳۳۸ھ تک اسے مسلمان لکھ کر کافر ہوئے اور اگر مسلمان تھے تو ۱۳۳۸ھ میں کافر لکھ کر کافر ہو گئے۔جان تو پھر بھی نہیں چھوٹی!...... نیز یہ بھی بتایا جائے کہ خود خان صاحب نے شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ۷۵ کفریات کو لکھا اس کے باوجود تکفیر نہیں کی تو آخر انوار آفتاب صداقت میں کونسا ایسا انکشاف کر دیا گیا تھا کہ خان صاحب بریلوی نے تکفیر کر دی؟؟؟؟

بریلویوں نے تو تکفیر کا قول کر کے خود خان صاحب بریلی کے کفر پر رجسٹری کر دی، کیونکہ خان صاحب بریلوی نے خود لکھا کہ کافر کو کافر نہ کہنا بھی کفر ہے اور بقول تمہارے شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کافر تھے، (معاذ اللہ) تبھی تو خان صاحب نے ۱۳۳۸ھ میں تکفیر کی، لہٰذا ۱۳۳۸ھ سے پہلے اپنی پوری زندگی میں اس معاذ اللہ کافر کو کافر نہ کہہ کر خان صاحب خود کافر ہو گئے۔

ہم نے دفاع اہل السنۃ والجماعۃ جلد اوّل میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہ مسئلہ خان صاحب کے گلے کی ایسی ہڈی بن چکا ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی مائی کا لعل خان صاحب کو مسلمان ثابت کر کے دکھا دے، یہ دعویٰ اب تک برقرار ہے، الحمد للہ!!

یہاں ایک اور دجل بھی ان بریلوی مولویوں کا ملاحظہ کریں کہ خان صاحب کے بارے میں کہا کہ انہوں نے ''کفِ لسان'' کیا حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے اس لئے کہ کفِ لسان کا معنیٰ تو یہ ہے کہ خان صاحب نہ مسلمان کہتے ہیں نہ کافر، حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے خان صاحب نے تمہید ایمان میں صاف اور واضح طور پر لکھا کہ شاہ اسمٰعیل شہید اہل لا الٰہ الا اللہ یعنی مسلمانوں میں سے ہیں اور ان کی تکفیر سلامتی و احتیاط کا راستہ نہیں، جب خان صاحب شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان مانتے ہیں اور کافر ماننے سے منع کرتے ہیں تو یہ کفِ لسان کیسے ہوگیا؟؟؟؟

خدارا کوئی تو خان صاحب کے ایمان کو بچائیے:

مفتی شریف الحق امجدی صاحب لکھتے ہیں کہ معاذ اللہ علمائے دیوبند کی عبارات معنی کفری میں ''صریح متبین متعین'' ہیں۔(ملاحظہ ہو

فتاوی شارح بخاری ،ج ۳،ص ۴۱۲ تا ۴۱۵) یہی بات مفتی مصطفی رضاخان صاحب نے ''الموت الاحمر'' میں لکھی ۔اس کا آسان لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ علمائے دیوبند کی عبارات میں کسی قسم کی توجیہ تاویل نہیں ہوسکتی وہ ہر اعتبار سے کفر میں بالکل واضح ہیں اور اکابر دیوبند نے بھی ان سے یہی کفری معنی مراد لیا تھا لہذا اب ان کی تکفیر نہ کرنا خود کفر ہے۔

اسی طرح رضاخانیوں نے لکھا ہے کہ علمائے دیوبند کی یہ عبارات معاذ اللہ اتنی صریح کفریہ ہیں کہ دنیا کی کسی زبان میں ان کا ترجمہ کرا کر عام آدمی کے سامنے بھی پیش کر دی جائیں تو وہ بھی اسے کفر ہی تسلیم کرے گا۔

''ہماری گزارش ہے کہ یہ گستاخانہ عبارات علمائے دیوبند کیلئے ایسا چھچھوندر ہیں جنہیں وہ نہ نگل سکتے ہیں اور نہ ہی پھینکنے کو ان کا دل چاہتا ہے ۔ہمارا دعوی ہے کہ یہ عبارات اپنی اصل زبان میں ہوں یا دنیا کی کسی زبان بھی زبان میں ان کا ترجمہ کر دیا جائے دنیا کا کوئی بھی با اخلاق اور مہذب آدمی کسی صورت میں بھی ان کی تحسین وتصویب نہیں کر سکتا''۔

(دعوت وفکر،ص ۲۹)

رضاخانی ترجمان کاشف اقبال صاحب لکھتے ہیں:

''دیوبندی بریلوی اختلافات کچھ ایسے ہیں کہ کوئی بھی مسلمان خالی الذہن ہو کر دیوبندیوں کی ان کفریہ وگستاخانہ عبارات کو پڑھے تو وہ دیوبندیوں کے حق میں فیصلہ نہیں دے سکتا''۔

(دیوبندیت کے بطلان کاانکشاف ،ص ۲۶)

لیکن اب دوسری طرف مفتی انس رضا عطاری رضاخانی لکھتا ہے:

''دیوبندیوں کی کفریات کی ابتدا ۱۲۹۰ھ سے ہوئی جبکہ امام احمد رضاخان ۔۔۔نے المعتمد المستند کے اندر ۱۳۲۰ھ میں ان حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا۔ ۳۰ سال آپ انہیں خوف خدا یاد کرواتے رہے،خط لکھتے رہے،مناظرے کی دعوت دیتے رہے''۔

(حسام الحرمین اور مخالفین ،ص ۲۵)

جب یہ عبارات معاذ اللہ کفری معنی میں بالکل صریح ہیں ان میں کسی قسم کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی تو اس کا مطلب ہے کہ ۳۰ سال تک خان صاحب بریلوی ان کی تکفیر نہ کر کے خود اپنے فتوے ''**من شك فی كفره و عذابه فقد كفر**'' کے مرتکب ہوگئے ایسے کافر کے اب یہ سطور پڑھنے کے بعد بھی جو رضاخانی انہیں مسلمان سمجھے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

باقی یہ محض ڈرامہ ہے کہ ان کو ۳۰ سال تک خط لکھتے رہے اس کی حقیقت تو ہماری کتاب ''نواب احمد رضاخان بریلوی حیات،خدمات و کارنامے'' میں ملاحظہ ہو۔رہی بات خوف خدا کی تو آگے حوالہ آرہا ہے کہ خان صاحب کے نزدیک وہابی کو توبہ کی توفیق ہی نہیں وہ وہابیت سے واپس نہیں لوٹ سکتا تو خوف خدا کس چیز کا؟

آخر میں ہمیں یہ بھی بتایا جائے کہ جب ان عبارات میں کسی قسم کی کوئی تاویل اصلا سرے سے ہو ہی نہیں سکتی تو آخر خان صاحب تیس سال تک تکفیر سے کیوں رکے رہے؟اور خان صاحب تیس سال تک تکفیر سے رکے رہنے کے بعد بھی ہٹے کٹے مسلمان تو آج کا مسلمان ان کو کافر نہ کہہ کر کیسے کافر ہوگیا؟

نبی ﷺ کی امامت کرانا ایک اور گستاخی

نواب احمد رضا بریلوی صاحب نے مولوی برکات احمد کے متعلق کہا:

''ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں، عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں، فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔'' احمد رضا خان بریلوی نے اس کے بعد کہا:

''الحمد للہ! یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔'' (ملفوظات، حصہ دوم: ص ۱۴۲)

اس سے معلوم ہوا کہ احمد رضا بریلوی صاحب کے نزدیک انہوں نے وہ جنازہ بھی پڑھا رکھا ہے جس کو پڑھنے نبی ﷺ تشریف لائے تھے، جس نبی (ﷺ) کی موجودگی میں بلا اجازت کوئی دوسرا نبی امام نہیں بن سکتا اس نبی مکرم (ﷺ) کے امام بننے کا بھی شرف احمد رضا بریلوی کو حاصل ہوا (نعوذ باللہ من ذالک)

دوسروں کو ہر وقت گستاخ بنانے کی فکر میں لگا رہنے والا یہ طبقہ خود اپنے اکابر کو بچانے کیلئے عجیب وغریب تاویلات کا سہارا لیتا ہے اور اپنے اعلیٰ حضرت کے مردود دفاع میں مزید گستاخی وتوہین کے مرتکب بنتا ہے، لہٰذا سب سے پہلے تو خود بریلوی حضرات کے نزدیک نبی ﷺ کی موجودگی میں امام بننے کا حکم ملاحظہ فرمائیں:

بریلوی مذہب کے ضیغم اہلسنت مولانا حسن علی رضوی میلسی لکھتے ہیں:

''اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی ہر صفت و ہر شان میں بے مثل و بے مثال ہیں اور ہر اعتبار سے بے نظیر ہیں نماز قائم ہو چکی ہے اور امام نماز پڑھا رہا ہے، دنیا جہاں کا کوئی بھی شخص نماز میں شریک ہونا چاہے گا تو مقتدی بنے گا لیکن حضور ﷺ کی یہ شان اور عظمت ہے کہ آپ اگر شرکت فرمادیں تو حضور امام ہونگے اور عین حالت نماز میں بھی امام حضور کا مقتدی بن جائے گا''۔ (برق آسمانی، ص ۶۴)

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا کوئی بھی شخص نبی کریم ﷺ کا امام نہیں بن سکتا تو جو نبی کریم ﷺ کو اپنا مقتدی یا کسی امتی کا مقتدی مانے وہ اہلسنت کے عقائد کا مخالف بدعتی ہے۔

(۲) جو شخص نبی کریم ﷺ کو اپنا یا کسی کا مقتدی مانے وہ نبی کریم ﷺ کی شان اور عظمت کا منکر ہے۔

رضاخانی فیض احمد اویسی لکھتا ہے:

''انبیا کرام علی نبینا وعلیہم السلام کسی کے مقتدی نہیں ہوتے ہم سب کیلئے وہ مقتدا ہیں جو شخص بھی کسی نبی علیہ السلام کو یا اپنے بڑے سے بڑا مولوی یا پیر کیوں نہ ہو مقتدا بتائے وہ گمراہ ہے بلکہ نبی کے ہوتے ہوئے امتی کی نماز ہوتی ہی نہیں ۔۔۔ایسا لکھتے ہوئے ۔۔۔کو شرم بھی محسوس نہ ہوئی بلکہ فخریہ لکھ رہے ہیں کہ ایک ملاں کے پیچھے نبی اور وہ بھی خلیل علیہ السلام نے نماز اور وہ بھی جمعہ انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

(دیوبندی بریلوی فرق، ص ۶۵)

بریلویوں کے حکیم الامت احمد یار خان نعیمی صاحب نے لکھا:

''اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں کسی کو بھی امام ہونے کا اختیار نہیں۔''

(شان حبیب الرحمٰن: ص ۲۱۹)

گویا جو اختیار کسی کو نہیں وہ بریلویوں کے نزدیک ان کے اعلیٰ حضرت کو حاصل تھا کہ نبی ﷺ کے بھی امام بن بیٹھے، کچھ بریلوی یہاں چالاکی سے بعض صحابہ کرامؓ سے ایسی امامت کا ثبوت دینے کی کوشش کر سکتے ہیں، مگر ان کے اس دھوکے کو خود ان کے حکیم الامت احمد یار خان نعیمی ان الفاظ میں مردود قرار دیتے ہیں:

''ہاں اگر حضور علیہ السلام ہی اجازت دے دیں کہ تم امام بنے رہو تو اب حضور علیہ السلام کی اجازت سے امام بنے رہنا جائز ہوا، جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف پر گذرا۔'' (شان حبیب الرحمٰن: ص ۲۱۹)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں صرف وہ امام بن سکتا ہے جس کو نبی ﷺ خود اجازت دے دیں، لہٰذا احمد رضا خان بریلوی کا خود کو بلا اجازت نبی ﷺ کا امام بنا لینا بریلوی فتاویٰ کی روشنی میں سوائے گستاخی کے کچھ نہیں، کچھ بریلوی علماء نے اپنے اعلیٰ حضرت کی اس گستاخی و توہین کو محسوس کرتے ہوئے اس واضح حقیقت پر جھوٹ اور متضاد و باطل تاویلات کے پردے ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

چنانچہ معروف بریلوی عالم کوکب نورانی اوکاڑوی نے لکھا:

''یہ مفہوم کیسے اخذ کر لیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ نماز جنازہ بھی ادا فرمائی؟ یا یہ کہ اعلیٰ حضرت نے رسول اللہ ﷺ کی امامت کی؟ (معاذ اللہ) بلاشبہ یہ اعلیٰ حضرت پر بہتان ہے، خواب اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے بیان کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس عاشق صادق کی وفات پر رسول اللہ ﷺ اپنی شفقت و رحمت کے سبب اپنے اس غلام کو نوازنے تشریف لائے اور اس عاشق صادق کے جنازہ کو ملاحظہ فرمایا۔'' (سفید و سیاہ: ص ۱۷۹)

اوکاڑوی بریلوی صاحب نے تو اپنی باطل تاویل سے قصہ ہی ختم کر دیا کہ یہ جنازہ نبی ﷺ نے پڑھا ہی نہیں بلکہ صرف ملاحظہ فرمایا، کوئی ان بریلوی ماہرین تاویل کو سمجھاتا کیوں نہیں کہ بریلوی اعلیٰ حضرت کے ملفوظ میں صاف تصریح موجود ہے کہ

''(نبی ﷺ نے) فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔''

اس رضا خانی وضاحت کے باوجود صریح جھوٹ بول کر احمد رضا بریلوی صاحب کا دفاع کیوں کیا جا رہا ہے؟

اس باطل تاویل کا سقم تو انتہائی واضح اور روشن ہے، اس لیے اپنے اعلیٰ حضرت کی اس گستاخانہ عبارت پر ایک اور انداز سے بھی بریلوی ماہرین تاویل نے اپنی فنکاری دکھانے کی کوشش کی ہے، چنانچہ بریلویوں کے ترجمانِ مسلک اعلیٰ حضرت حسن علی رضوی بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت کے اس توہین آمیز ملفوظ کی من گھڑت وضاحت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عبارت کا صحیح مفہوم واضح ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے مجھے نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی......''

(برقِ آسمانی بر فتنہ شیطانی: ص ۶۴)

گویا ان کے نزدیک گستاخی والی کوئی بات نہیں، کیونکہ ان کے اعلیٰ حضرت کو نبی ﷺ نے نماز پڑھائی اور احمد رضا خان بریلوی صاحب

نے باقی لوگوں کو نماز پڑھائی، حالانکہ اس من گھڑت بات کا دور دور تک کوئی نام ونشان اس ملفوظ میں نہیں !!

بہر حال ان بریلوی تاویلات سے یہ تو بالکل واضح ہے کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں بھی امام بنے رہنے پر اصرار کرنا یا نبی ﷺ کی امامت کا دعویٰ کرنا خود ان کے نزدیک بھی توہین وگستاخی ہے۔

اس تمام تفصیل کے بعد عرض ہے کہ اس گستاخی وتوہین سے بریلوی علماء جھوٹ ومن گھڑت تاویلات کے سہارے جان نہیں چھڑا سکتے، بریلویوں کی تسلیم شدہ اس گستاخی وتوہین کا اقرار کرتے ہوئے غلام نصیر الدین سیالوی بریلوی نے اپنے اعلیٰ حضرت کے متعلق لکھا:

''ان کو پہلے تو پتا نہیں تھا کہ حضور علیہ السلام جنازہ میں شامل ہیں، بعد میں جب پتا چلا تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ سرکار ﷺ نے میرے پیچھے نماز پڑھی......'' (عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، حصہ اول: ص ۳۲۴)

معلوم ہوا کہ اس جنازے کی نماز بطور امام، احمد رضا خان بریلوی نے ہی پڑھائی تھی اور نبی ﷺ نے بریلوی اعلیٰ حضرت کے پیچھے یہ نماز پڑھی تھی (نعوذ باللہ) اور اس بات کا گستاخی وتوہین ہونا خود بریلوی علماء واکابرین کی اوپر پیش کی گئی تاویلات سے ثابت ہے۔

دوسرا یہ کہ جو بریلوی یہ من گھڑت تاویل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے اعلیٰ حضرت کو نبی ﷺ نے نماز پڑھائی اور خان صاحب بریلوی نے باقی لوگوں کو نماز پڑھائی شاید یہ نہیں جانتے کہ اس صورت میں تو بریلویوں کے نزدیک نماز ہوتی ہی نہیں۔ چنانچہ غلام نصیر الدین سیالوی بریلوی لکھتے ہیں:

''دوسری عرض یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر نماز اب فرض نہیں ہے، آپ علیہ السلام کی نماز نفلی ہوتی ہے اور حنفی مذہب میں مفترض (فرض پڑھنے والا) متنفل (نفل پڑھنے والے) کی اقتدا نہیں کرسکتا، لہٰذا حنفی مذہب رکھنے والوں کو یہ اعتراض زیب نہیں دیتا کہ نبی الانبیاء علیہم السلام کی موجودگی اور حاضر وناظر ہونے کے باوجود تم خود امام کیوں بن جاتے ہو۔''

(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، حصہ اول: ص ۳۲۴ ۔ ۳۲۵)

اس صاف وضاحت کے باوجود لوگوں کا بریلویوں پر اعتراض کرنا کس قدر غلط ہے کہ وہ نبی ﷺ کو موجود اور حاضر وناظر ماننے کے باوجود خود امام کیوں بنتے ہیں؟ بھئی وہ تو صاف صاف اعلان کر رہے ہیں کہ اگرچہ وہ نبی ﷺ کو حاضر وناظر اور موجود مانتے ہیں، مگر چونکہ حنفی مذہب میں فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کی اقتداء نہیں کرسکتا اور نہ ایسے کی نماز ہوتی ہے، لہٰذا مسئلہ مذکورہ کے پیش نظر ان کی نماز نبی ﷺ کے پیچھے ہوتی ہی نہیں کہ نبی ﷺ کی نماز اب نفلی ہے۔

چنانچہ احمد رضا خان بریلوی بھی نبی ﷺ کے امام اسی لیے بنے کہ ان کی نماز نبی ﷺ کے پیچھے نہیں ہوتی تھی اور آج رضا خانی امت نبی ﷺ کو حاضر وناظر ماننے کے باوجود امام بنتی ہے تو اس کی ایک وجہ بھی یہی ہے کہ ان کی نماز نبی ﷺ کے پیچھے نہیں ہوتی، انا للہ وانا الیہ راجعون

حضور ﷺ کی طرف ذلت کی نسبت، معاذ اللہ

نواب احمد رضا خان صاحب اپنے شاعرانہ مجموعے حدائق بخشش میں حضور ﷺ کے بارے میں ایک شعر یوں بیان کرتے ہیں:

کثرت بعد قلت پہ اکثر درود عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، حصہ دوم، ص ۲۹، مدینہ پبلشنگ کراچی)

غور فرمائیں کس واضح انداز میں یہاں حضور ﷺ کیلئے کہا جا رہا ہے کہ پہلے آپ ذلیل تھے معاذ اللہ ذلت میں تھے بعد میں جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کثرت ہوئی تو آپ کو عزت ملی...... کیا نبی کریم ﷺ کا نام لے کر ان کو ذلت والا کہنا ان کی توہین نہیں؟ نصیر الدین گولڑوی بریلوی پر جب اسی قسم کا ایک اعتراض ہوا تو احمد رضا خان کے اسی شعر کو پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس محولہ بالا شعر میں کس عزت اور کس ذلت کا ذکر فرما رہے ہیں، کیا ان کو شان رسالت کا علم نہ تھا کہ انھوں نے ذلت کی نسبت آپ کی ذات عالیہ کی طرف کر دی، کیا وہ آپ کے نزدیک فتویٰ گستاخی کی زد میں نہیں آتے؟ اگر نہیں تو کیوں''۔
(لطمۃ الغیب علی ازالۃ الریب، ص ۴۲، مہریہ نصیریہ پبلیشرز گولڑہ شریف)

اب ہم یہاں بریلویوں سے وہی مطالبہ کرتے ہیں جو نصیر الدین گولڑوی نے کیا اور کیا ہی خوب کہا کہ:

اگر آپ کے نزدیک ذات انبیاء کی طرف کسی قسم کی ذلت یا رسوائی کا انتساب یا یہ عقیدہ رکھنا کہ اس طبقے پر بھی بصورت امتحان ذلت آسکتی ہے انبیاء کی گستاخی ہے تو لیجئے سب سے پہلے آپ مولانا احمد رضا خان پر گستاخی کا فتویٰ داغیے اور جس بے باکی سے آپ کے سحاب قلم نے مجھ پر وہابیت اور گمراہی وغیرہ کے الفاظ برسائے ہیں خدارا ایسی ہی حق گوئی کا مظاہرہ ذرا فاضل بریلوی کے حق میں بھی کر دکھائیں، مگر وہ بھی کتابی صورت میں، اور آج کے بعد اسٹیجوں پر بھی اسی طرح فاضل بریلوی کے بے ادب اور گستاخ ہونے کا اعلان فرمائیں، جس طرح میرے لئے زحمت فرمایا کرتے تھے''۔ (ایضاً ص ۴۳)

قارئین کرام! اور اہل انصاف بریلوی اس عبارت کو غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور پوچھیے بریلوی حضرات سے کہ کیا وجہ ہے کہ اپنے بڑوں کی ان عبارتوں کو تو آپ نے چھپا رکھا ہے جنھوں نے نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کی صراحت کر کے ان کو ذلت کا شکار کہا ہے اور شاہ صاحب کی عبارت جس میں کسی ولی یا نبی کی صراحت نہیں اس کے خلاف ہر چھوٹے بڑے بریلوی کی گز بھر زبان نکلی ہوئی ہوتی ہے؟؟ کیا یہ کھلی منافقت نہیں؟؟ کیا یہ محض تعصب، ضد اور ہٹ دھرمی نہیں؟ یہ کہنا کہ پیر نصیر کو غلطی لگ گئی تو پیر نصیر کے مقابلے میں آپ کی کیا اوقات ہے جو آپ کے قول پر ان کی غلطی ہم تسلیم کرلیں؟ ان کو غلطی لگ گئی اور آپ کو نہیں لگی؟؟

پھر بالفرض غلطی لگ گئی ہو تب بھی یہ تو ثابت ہوا کہ اس شعر سے یہ والا معنیٰ مراد لیا جاسکتا ہے جو آپ کے نزدیک بھی گستاخی ہے اور یہ آپ ہی کا اصول ہے کہ عرف میں اگر گستاخی بنتا ہو خواہ اس کا معنیٰ درست بھی کرلیا جائے تب بھی گستاخی بنے گا تو فتویٰ پھر بھی لگے گا کیونکہ عرف میں اس کو بعد ہی پڑھا جاتا ہے اور یہی پیر نصیر نے پڑھا۔

رضاخانی تاویل:

بعض ہٹ دھرم رضاخانیوں سے جب اس شعر کا کوئی معقول جواب نہ بن پڑا تو اپنی اردو دانی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا کہ یہاں شعر میں ''بعد'' نہیں ''بَعُد'' ہے اس پر نصب کی جگہ ضمہ پڑھا جائے، اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم نے پیر نصیر کا حوالہ پیش کر دیا ہے جو خود بھی ہفت زبان شاعر تھا جس نے یہاں بعد نہیں بَعد پڑھا ہے، اسی طرح خان محمد قادری کی شرح سلام رضا پر

اس شعر میں بعد پر فتح لگا کر اعراب واضح کیا گیا ہے۔ (شرح سلام رضا، ص ۲۰۰، مرکز تحقیقات اسلامیہ)

پھر اس شعر کا مطلب بیان کیا یعنی پہلے قلت اور بے سروسامانی تھی مگر اب کثرت و عزت اور غلبہ کا دور دورہ ہوگیا۔ (ایضاص ۲۰۲)

یہاں پہلے کے لفظ نے خود وضاحت کردی کہ شعر میں بُعد نہیں بعد مراد ہے، اسی طرح مفتی غلام حسن قادری لکھتا ہے:

''ذلت، رسوائی''۔ (شرح حدائق بخشش، ص ۱۰۱۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے دین کو جس کے ماننے والے ابتداء میں کم تھے **مگر بعد میں** اس قدر زیادہ ہو گئے کہ گنتی مشکل ہوگئی اور اس طرح کمزوری کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت اور طاقت اور غلبہ عطا فرمایا''۔ (ایضاص ۱۰۱۳)

لیجئے کیا اب بھی کسی کو یہ تاویل کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟

پھر عقلاً بھی یہاں ''بُعد'' درست نہیں اس لئے کہ اردو محاورات میں اس مقام پر بَعد کا لفظ آتا ہے نہ کہ بُعد جیسا ثقیل لفظ مثلاً یوں کہا جاتا ہے کہ'' آپ کو یہ مقام و مرتبہ اور یہ طاقت و اختیار کمزوری اور مشقتوں کے بعد ملا''۔

یہ کوئی نہیں کہتا کہ آپ کا یہ مقام پچھلی مشقتوں سے ''بُعد'' ہے، کسی اردو داں کے سامنے حدائق بخشش کا یہ شعر رکھ دیں وہ اسے ''بَعد'' ہی پڑھے گا، ہمارے پاس ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کی ویڈیو بھی موجود ہے جس میں وہ محمد علی مرزا کو جواب دیتے ہوئے اس لفظ کو ''بَعد'' ہی پڑھتا ہے نہ کہ ''بُعد''۔ پھر خود بریلوی حضرات نے یہ اصول لکھا ہے کہ گستاخی کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے صرف اس موقع پر ایک تازہ حوالہ ملاحظہ فرمالیں:

''الفاظ کے گستاخی ہونے کا دارومدار لغوی معنیٰ پہ نہیں بلکہ عرف پہ ہے''۔ (کنزالایمان اور مخالفین، ص ۱۷۲)

اور عرف میں اسے ''بَعد'' ہی پڑھا جاتا اور سمجھا جاتا ہے جیسا کہ خود حدائق بخشش کے شارحین نے لکھا ہے اور اس صورت کو خود بریلوی بھی توہین و گستاخی مانتے ہیں۔

مولانا غلام نصیر الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں:

''نیز تھانوی کا کہنا کہ ان الفاظ کا مطلب سمجھ میں آسکتا ہے یعنی غور کرنے اور سمجھانے سے تو اس سے پتہ چلا کہ عبارت گستاخی کی موہم ہے، کیونکہ سمجھنے سمجھانے کی ضرورت وہیں پیش آتی ہے جہاں الفاظ کسی غلط معنیٰ کے موہم ہوں''۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، حصہ اول، ص ۱۲۸)

مزید لکھتے ہیں:

''مطلب بیان کرنے کی ضرورت تبھی پیش آتی ہے جب عبارت میں گستاخی کا ایہام پیدا ہو رہا ہو''۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، حصہ اول، ص ۳۵۶)

معلوم ہوا کہ آپ کے مذہب میں صرف سمجھنے سمجھانے پر بھی گستاخی کا فتویٰ ہے، یہ بہت اہم حوالہ ہے اہل بدعت جہاں اپنی عبارت کے جواب میں ذرا چوں وچراں کریں فوراً یہ حوالہ پیش کردیں اور آپ ہمیں سمجھا رہے ہیں کہ بَعد نہیں بُعد ہے لہذا پھر بھی گستاخی ہی بنے گا!!

بُعد کارد رضاخانی قلم سے:

رضاخانی اویسی اور مشاہد حسین رضوی لکھتا ہے:

''یہ بھی کہا گیا کہ یہاں 'بَعد' نہیں بلکہ 'بُعد' بالضم ہے جوکہ 'بعد از' کے معنیٰ میں ہے۔
یہ توجیہ نہیں تبدیل ہے۔ بُعد بالضم کی ایسی ترکیب عرف اور اصول کے خلاف ہے، اس معنیٰ میں اس کی ایسی ایک بھی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی، البتہ اگر 'بُعد' کا معنیٰ طول، عرض اور عمق (لمبائی، چوڑائی اور گہرائی) لیا جائے تو اصولاً اس کا استعمال درست تو ہوگا لیکن معنیٰ کس قدر فاسد ہو جائیں شاید یہ کسی پر مخفی نہ ہو''۔

(شرح حدائق بخشش، ج ۶، ص ۱۷۳)

لیجئے آپ کا اپنا مولوی کہہ رہا ہے کہ بعد بالضم نہ عرف میں مستعمل ہے نہ اصول اور اس طرح پڑھنا شعر کی توجیہ کرنا نہیں بلکہ تحریف کرنا ہے، لہذا ہماری نہیں مانتے تو اب اپنے ہی مولوی کی مان کر خان صاحب کو ذلیل تسلیم کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی اس گستاخی پر اپنے ہی فتوے سے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیں!!!!

مولانا احمد رضا خان بریلوی کی اللہ تعالیٰ کو ننگی ننگی گالیاں، معاذ اللہ

مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

''وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت، ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے......جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا حتی کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے، کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتی کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت کوئی فضیحت اسکی شان کے خلاف نہیں، وہ کھانے کا منہ اور بھرنے کا پیٹ اور مردی اور زنی کی علامتیں بالفعل رکھتا ہے،......

سبوح قدوس نہیں خنثیٰ مشکل ہے یا کم از کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے، ڈبو بھی سکتا ہے، زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے، اس کے ماں باپ جورو بیٹا سب ممکن ہیں، بلکہ ماں باپ ہی سے پیدا ہوا ہے، ربڑ کی طرح پھیلتا سمٹتا ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ قدیم، ج ۱، ص ۱۹۷، سنی دار الاشاعت فیصل آباد، طبع جدید، ج ۱۵، ص ۵۴۵, ۵۴۶، رضاء فاونڈیشن لاہور)

ایک اور کتاب میں اپنے گندے قلم سے اپنی گھناؤنی ذہنیت کا اظہار ان غلیظ الفاظ میں کرتا ہے:

''تمہارے معبود کو آلہ تناسل سے مفر نہیں...... آدمی تو عورت سے بھی ہے اگر تمہارا ساختہ خدا عورت کی قدر سے گھٹ رہا تو اور بھی گیا گذرا ہوا، عورت قادر ہے کہ زنا کرائے تو تمہارے امام اور تمہارے پدر تعلیم کے کلیہ سے قطعاً واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کراسکے ورنہ دیوبند میں چکلہ والی فاحشات اس پر قہقہے اڑائیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے، اب آپ کے خدا میں فرج بھی ضرور ہوئی ورنہ زنا کاہے میں کراسکے گا، خنثیٰ خدا کے پجاریو! مقدس مقدرسہ دیوبند میں آؤ کہ دونوں

علامتیں ایک ہی معبود میں پاؤ۔لطیفہ: تعجب تھا کہ خدا کیلئے آلہ مردمی ہو تو اس کے مقابل عورت کہاں سے آئے گی اندام زنی ہوا تو اسکے لائق مرد کہاں سے ملے گا کہ اس کی ہر چیز نامحدود بے انتہاء ہو گی یوں تو ایک خدائن ماننی پڑے گی جو اس کی وسعت رکھے اور ایک ڈبل بڑا خدا ماننا ہوگا"۔(سبحان السبوح ص ۱۶۱, ۱۶۲ نوری کتب خانہ لاہور)

رضاخانی تاویلات کا جواب:

رضاخانی: یہ تو وہابیوں کے خدا کو گالیاں دی ہیں جب انہوں نے کہا کہ جو انسان کرسکتا ہے وہی خدا بھی کرسکتا ہے انسان جس چیز پر قادر ہے خدا بھی اس پر قادر ہے ورنہ انسان کی قدرت رب کی قدرت سے بڑھ جائے گی تو اعلیٰ حضرت نے کہا کہ انسان تو یہ سب کام بھی کرسکتا ہے۔

جواب: اگر اس بنیاد پر یہ گالیاں دی گئی ہیں تو یہ قاعدہ تو مولوی احمد رضا خان کو بھی تسلیم ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"ہاں یہ کہتے کہ ایک چیز بھی ایسی نکلنا جو انسان کے زیر قدرت ہو اور رحمٰن کے زیر قدرت نہ ہو محال ہے اور بے شک ایسا ہی ہے"۔(سبحان السبوح ص ۱۴۸, ۱۴۹)

آگے لکھتے ہیں:

"یہ قضیہ بے شک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے اس سب پر اور اس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولیٰ عزوجل قادر ہے"۔
(سبحان السبوح ص ۱۵۰)

لو جی! احمد رضا خان نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ان گندے امور کے علاوہ بھی العیاذ باللہ لامتناہی امور پر خدا تعالیٰ قادر ہے تو جو گالیاں تم نے وہابیوں کے خدا کو دے رہے ہو اس قاعدے کی بناء پر تو تمہارے اس قاعدے کو تسلیم کر لینے کے بعد یہ تمام عیوب تو خود تمہارے خدا میں بھی بوجہ الاتم پائی گئی گویا یہ سب تمہارے ہی عقیدے ہیں۔

ثانیاً رضا خانی ضیغم اہلسنت حسن علی رضوی میلسی لکھتا ہے:

"بریلویوں کا خدا مشرک ہے گویا اہل دیوبند کے نزدیک خدا بھی دو بلکہ متعدد ہو سکتے ہیں، بریلویوں کا خدا جدا ہے، اہل دیوبند کا جدا ہے، مرزائیوں کا جدا ہے، شیعوں کا جدا ہے، دو خداؤں کا تصور پیش کر کے مصنف سیف شیطانی خود مشرک ہوا، کیونکہ بریلوی تو کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ ان کا خدا جدا ہے اور اہل دیوبند کا جدا ہے"۔ (برق آسمانی ص ۱۵۶)

لیجئے! وہابیوں کے خدا کا تصور پیش کرنا ہی شرک ہے کیونکہ مرزائیوں، دیوبندیوں، بریلویوں، وہابیوں کا کوئی الگ الگ خدا نہیں ہے، بلکہ بریلویوں کا خدا بھی وہی ہے جو وہابیوں دیوبندیوں کا خدا ہے تو گویا یہ سب گالیاں اسی خدا کو دی گئی ہیں جسکو رضا خانی بھی خدا مانتے ہیں، نیز وہابیوں کے خدا کا تصور پیش کر کے بقول حسن علی رضوی احمد رضا خان مشرک بھی ہوا!!!!!......واہ میلسی صاحب واہ! کمال کر دیا اس حوالے کو پڑھ کر تو مولانا احمد رضا خان کی ہڈیاں بھی قبر میں چیخ گئی ہوں گی بشرطیکہ ہڈیاں اب تک سلامت ہوں!!!!

اب اس حسن علی رضوی کا مقام و مرتبہ بھی بریلی مرکز منظر الاسلام بریلی کے مولویوں کی زبانی پڑھ لو:

"ضیغم اہلسنت رئیس التحریر مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی سیدنا محدث اعظم پاکستان کے نامور خلفاء و تلامذہ میں سے ہیں، پاک

وہند کا کوئی بھی سنّی اخبار سنّی بریلوی جریدہ ایسا نہیں جس میں ارتداد و تردید وہابیت دیوبندیت میں آپ کے مضامین نہ چھپے ہوں''۔ (صد سالہ منظر اسلام بریلوی نمبر ص ۳۰۰، اپریل ۲۰۰۴)

ثالثاً احمد سعید کاظمی بریلوی رضاخانی لکھتا ہے:

''بسا اوقات کسی واقعہ کو اجمال کے ساتھ کہنا موجب توہین نہیں ہوتا، لیکن اسی امر واقعہ میں بعض تفصیلات کا آجانا توہین کا سبب ہوجاتا ہے، اگرچہ ان تفصیلات کا بیان واقعہ کے مطابق بھی کیوں نہ ہو''۔ (الحق المبین ص ۲۹)

تو وہابیوں نے اجمالی طور پر کہا کہ جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ بھی ہے، مگر تم نے اسکی تفصیل اس قدر گھٹیا اور گندے انداز میں بیان کر کے توہین ربِ تعالیٰ کی!!!!

اللہ تعالیٰ سے ظلم وجہل وکمینہ پن کا صدور ہوسکتا ہے، معاذ اللہ:

نومولود فرقہ رضائیہ کے بانی نواب احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

''ایسے اطاعت گذار بندے کو عذاب دینا جو اللہ کے علم میں ویسا ہی ہے ماتریدیہ کے نزدیک عقلاً جائز نہیں اور اشعری اور ان کے پیروکار عام اشاعرہ نے اختلاف کیا ہے تو ان لوگوں نے فرمایا کہ ایسے اطاعت گذار کو عذاب دینا عقلاً جائز ہے، اس لیے کہ مالک کو یہ حق ہے کہ اپنی مِلک میں جو چاہے کرے یہ ظلم نہیں، اس لئے کہ ظلم تو غیر کی ملک میں تصرف کرنا ہے اور سارا عالم اللہ کی ملک ہے اور اس لئے کہ نہ کسی کی اطاعت اس کے کمال کو زیادہ کرتی ہے نہ کسی کی معصیت اسے کچھ نقصان دیتی ہے کہ اس وجہ سے وہ کسی کو ثواب دے یا کسی پر عقاب کرے اور اس لئے کہ یہ عذاب دینا حکمت کے منافی نہیں اس لئے کہ قدرت دونوں ضد سے تعلق کے قابل ہے اور یہ کہ اس کی تنزیہ میں یہ بلیغ تر ہے کہ اس تعذیب پر اس کی قدرت ثابت کی جائے باوجودیکہ وہ اپنے اختیار سے ایسا نہ فرمائے تو اس مذہب کا قائل ہونا زیادہ سزاوار ہے''۔

(المعتمد المستند: ۷۔۱۲، مترجم اختر رضا خان ازہری مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ لاہور)

گناہ گاروں کو جنت میں داخل کرنا اور نیکوں کاروں کو عذاب دینا یہی ''خلف وعید'' ہے اسی پر اشاعرہ نے اللہ تعالیٰ کو قادر مانا جس کی تفصیل ماقبل میں گذر چکی ہے، اب اسی عقیدے کو نواب احمد رضا خان اپنا عقیدہ بتلاتا ہے ملاحظہ ہو:

''اور خود مجھ کو یہ پسند ہے کہ اس فرع میں یعنی اطاعت شعار کی تعذیب عقلاً ممکن ہونے اور شرعاً محال ہونے میں اپنے آئمہ اشعریہ کے ساتھ رہوں اور نہ ظلم آتا ہے نہ بیوقوفی نہ نیک وبد کے درمیان مساوات''۔ (المعتمد المستند ص ۱۳۰)

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں خلف وعید میں نواب احمد رضا خان صاحب نے اشاعرہ کے مذہب کو پسند کیا اور ساتھ میں یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ اسے نہیں مانتے ان کے نزدیک اس عقیدے سے اللہ کا بیوقوف ہونا، ظالم ہونا لازم آتا ہے معاذ اللہ، اب اسی خلف وعید پر دیگر بریلوی حضرات کے فتوے بھی ملاحظہ فرمالیں، قاضی فضل احمد رضاخانی لکھتا ہے:

''خلف وعید اور کذب اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے''۔ (انوار آفتاب صداقت ص ۵۱ طبع جدید)

مولوی اجمل سنبھلی رضاخانی لکھتا ہے:

''بعض علماء وقوع خلف وعید کے قائل ہیں تو یہ علماء وقوع کذب کے بھی قائل قرار پائے''۔

(ردشہاب ثاقب، ص ۲۵۰ ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور)

جب خلف وعید کے وقوع سے کذب کا وقوع لازم آتا ہے تو امکان خلاف وعید سے یا قدرت علی خلف وعید سے امکان کذب اور قدرت علی الکذب بھی لازم آئے گا، پس معلوم ہوا کہ خلف وعید اور امکان کذب ایک ہی عقیدہ ہے جس کا نواب احمد رضا خان قائل تھا اب ملاحظہ ہو کہ خلف وعید بالفاظ دیگر امکان کذب پر رضا خانیوں کے کیا فتوے ہیں:

''اللہ تعالیٰ پر کذب محال کہ وہ کمینہ پن ہے''۔ (انوار آفتاب صداقت، ص ۶۹)

''جو آپ فرماتے ہیں کہ خلف وعید کے تمام اہلسنت قائل ہیں اور آپ کا یہ مذہب خدا تعالیٰ تمام مشرکین اور کفار فرعون ہامان نمرود وغیرہم کو بہشت میں داخل کرے گا یا کرسکتا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام و اصدقاء وشہداء صلحاء اولیاء قطب وغوث اور سائر مسلمین مومنین کو دوزخ میں داخل کرے گا یا کرسکتا ہے العیاذ باللہ، کیا خداوند کریم غفور الرحیم ایسا کریگا یا کرسکتا ہے کہ جو فرماں بردار خاص واکمل مقبول بندگان الٰہی ہیں ان کو دوزخ میں داخل کرے گا اور جو شر الاشرار کفار نا ہنجار مشرکین کبار ہیں ان کو بہشت میں داخل کرے گا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ صریح ظلم اور کذب قبیح ہے جو حق تعالیٰ پر محال زیر قدرت کے قابل نہیں، جس کا کوئی بھی مسلمان مذاہب حتیٰ کہ کوئی غیر مسلم بھی قائل نہیں ہاں اگر قائل ہیں تو معتزلہ اور وہابیہ دیوبندیہ ہیں''۔ (انوار آفتاب صداقت، ص ۴۷ طبع جدید)

معلوم ہوا کہ نواب احمد رضا خان صاحب غیر مسلموں سے بھی بدتر تھا۔

انوار آفتاب صداقت پر (۴۱) رضا خانی اکابر کی تقریظات ہیں کسی رضا خانی میں جرأت ہے تو اس کتاب کا انکار کر کے دکھائے!!

مسئلہ امکانِ کذب اور نواب احمد رضا خان صاحب کا کفر ایک اور انداز میں

نواب احمد رضا خان صاحب اس مسئلہ امکان کذب کے متعلق لکھتے ہیں:

''لاجرم امکان کذب ماننے والا اپنے رب کو واقعی کاذب مانتا ہے اور اس کے کلام نفسی میں کذب موجود بالفعل جانتا ہے اور وہاں فعل ودوام ووجوب متلازم وبوجہ آخر اوضح واظہر''۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۵، ص ۳۴۶)

اس عبارت میں نواب احمد رضا خان صاحب نے صاف اور واضح انداز میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ جو ''امکان کذب'' کا عقیدہ رکھتا ہے وہ بالفعل اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ جھوٹا مانتا ہے اور اپنے رب کو ''واقعی کاذب'' یعنی حقیقت اور نفس الامر میں معاذ اللہ جھوٹ بولنے والا سمجھتا ہے۔ اب اسی بنیاد پر نواب احمد رضا خان صاحب نے حسام الحرمین میں فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر فتویٰ لگایا تھا کہ انہوں نے بالفعل اللہ کو جھوٹا کہا اس لئے وہ کافر اور ایسے کافر جو ان کے کفر میں شک کرے ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ اب نواب احمد رضا خان صاحب کے ان فتاویٰ کو بھی ملاحظہ فرمالیں کہ جس میں وہ ''امکان کذب یعنی بالفعل اللہ کو جھوٹ بولنے'' والے کو کافر نہیں کہتا:

''اس امام وطائفہ پر صرف ایک مسئلہ امکان کذب میں اٹھتر ۷۸ وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دیا، کفر سے کف لسان ہی کیا''۔
(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۵، ص ۲۳۶ و ۲۵۶)

''مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر اٹھتر ۷۸ وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے سبحان السبوح میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ حاشاللہ حاشاللہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی نے اہل لاالٰہ الااللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے **فان الاسلام یعلو و لا یعلٰی علیه** (اس لئے کہ اسلام غالب ہے مغلوب نہیں ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳۰، ص ۳۵۴)

اب دیکھیں موصوف نے اپنے ان دونوں فتاویٰ میں اس بات کا صاف اور واضح اقرار کیا کہ ''مسئلہ امکان کذب'' کو وہ کفر نہیں سمجھتے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو مسلمان سمجھتے ہیں، مگر دوسری طرف یہی خان صاحب ''مسئلہ امکان کذب'' کو ''بالفعل کذب کے وقوع'' سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کو حسام الحرمین میں کفر کہہ چکے ہیں اور کفر نہ ماننے والے کو بھی کافر کہہ چکے ہیں، اب:

(مسئلہ نمبر ۱) مسئلہ امکان کذب ماننے والے اپنے رب کو واقعی کاذب یعنی جھوٹ بولنے والا مانتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۵، ص ۳۴۶)

(مسئلہ نمبر ۲) ایسا عقیدہ رکھنے والا یعنی اللہ تعالیٰ کو کاذب ماننے والا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے کفر کلامی ہے، ایسے عقیدہ کو کفر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور ایسا پکا کافر کہ جو کافر نہ مانے وہ بھی کافر۔ (حسام الحرمین اور دیگر کتب بریلویہ)

(مسئلہ نمبر ۳) نواب احمد رضا خان کے بقول اس عقیدہ پر (۷۸) وجوہ سے کفر تو لازم آتا ہے مگر میں کافر نہیں کہتا، بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو مسلمان ہی مانتا ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۵، ص ۲۳۶ و ۲۵۶)...... (فتاویٰ رضویہ، ج ۳۰، ص ۳۵۴)

لہٰذا اب مسئلہ نمبر ۲ کے تحت خود نواب احمد رضا خان اپنے ہی فتوے کی روشنی میں ایسے کافر و جہنمی ہو گئے کہ جو اس سب کے بعد بھی ان کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے!!!!

بریلویو! اسے کہتے ہیں کرامت!!...... یہ ہے علمائے ربانیین، پاسبان امت، اولیاء امت حضرات علمائے دیوبند کی زندہ کرامت!......
ہے کوئی رضاخانی جو اپنے اعلیٰ حضرت کو اپنے دیگر کفریات سمیت اس کفر کے دلدل سے نکالے؟؟؟؟

دیوبندیوں کی عبارات چھاپنے پر اپنے ہی فتوے تلے:

نواب احمد رضا خان صاحب سے سوال ہوا:

''مسئلہ ۱۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسلمانوں کے حق میں جو آریہ سماجوں میں جا کر کاپی نویسی کرتے ہیں یا پریس میں ہیں یا ان کے اخبار اور مذہبی پرچے روانہ یا تقسیم کرتے ہیں، حالانکہ ان پرچوں میں قرآن کریم اور رسول رحیم پر

کھلے کھلے اعتراض والزام ہوتے ہیں اور خداوند عالم کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال ہیں، رسول مقبول ﷺ نعوذ باللہ...... اور علمائے متقدمین ومتاخرین کو کھلی کھلی گالیاں دی جاتی ہیں، جس کی شاہد سماجی کتب ترک اسلام، تہذیب الاسلام، آریہ مسافر جالندھر، آریہ مسافر میگزین، مسافر بہڑائچ آریہ پتر بریلی، ستیارتھ پرکاش موجود ہیں، نمونہ کے طور پر چند الفاظ نقل ذیل ہیں:

(۲)......ستیارتھ پرکاش......

(۳)......مسافر بہڑائچ......

آیا ان مسلمانوں سے جو سماجوں میں ملازم ہیں میل جول رکھا جائے اور وہ مسلمان سمجھے جائیں، ایسے مسلمان جو مخالفین اسلام و دشمنان خدا ورسول کی اعانت کرنے والے ہیں، ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے اور ان کے ساتھ شرکت نکاح جائز ہے یا نہیں مفصل بیان فرمائیں اللہ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے"۔

موصوف خان صاحب بریلی اس کا جواب یوں دیتے ہیں:

''اللہ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے، الحمد للہ فقیر نے وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے کہ جب سوال کی اس سطر پر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات بعینہ ملعونہ منقول ہوں گے ان پر نگاہ نہ کی نیچے کی سطریں جن میں سوال ہے باحتیاط دیکھیں ایک ہی لفظ جو اوپر سائل نے نقل کیا اور نادانستگی میں نظر پڑی وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے اب کہ جواب لکھ رہا ہوں کاغذ تہہ کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملعونات کو نہ دکھائے نہ سنائے جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل وقرآن عظیم ومحمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایسے ملعون کلمات ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھاپتے یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں ان سب پر اللہ عزوجل کی لعنت اترتی ہے وہ اللہ و رسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں، قہر الٰہی کی آگ ان کیلئے بھڑکتی ہے، صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں **اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے ہیں، قلم سے لکھتے، مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اس کا ہلکا بھرا بناتے ہیں ہر کلمہ پر اللہ عزوجل کی سخت لعنتیں، ملائکہ اللہ کی شدید لعنتیں ان پر اترتی ہیں** ۔میں نہیں کہتا قرآن فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا

بے شک وہ لوگ جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں، اللہ نے ان کیلئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

ان ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اس خبیث کا ہے جو مصنف ہے ہم تو نقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں سخت ملعون و مردود گمان ہے، زید کسی دنیا کے عزت دار کو گالیاں لکھ کر چھپوانا چاہے تو ہرگز نہ چھاپیں گے، جانتے ہیں کہ مصنف کے ساتھ چھاپنے والے بھی گرفتار ہوں گے، مگر اللہ واحد قہار کے قہر وعذاب ولعنت وعتاب کی کیا پرواہ ہے، یقیناً یقیناً کاپی لکھنے والا، پتھر بنانے والا، چھاپنے والا، کل چلانے والا، غرض جان کر کہ اس میں یہ کچھ ہے کسی طرح اس میں اعانت کرنے والا سب ایک ہی رسی میں باندھ کر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں......فقیر کے یہاں فتاوے مجموعہ پر نقل ہوتے ہیں، میں نے نقل

فرمانے والے صاحب سے کہہ دیا ہے کہ ان ملعون الفاظ کو نقل نہ کریں سنا گیا ہے کہ سائل کا قصد اس فتوے کے چھاپنے کا ہے، درخواست کرتا ہوں کہ ان ملعونات کو نکال ڈالیں ان کی جگہ دو ایک سطر دو ایک سطر خالی صرف نقطے لگا کر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں ان لعنتی ناپاکیوں کے دیکھنے سے باذنہ تعالیٰ محفوظ رہیں''۔

(احکام شریعت، حصہ سوم، ص ۲۵۵ تا ۲۵۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ص ۲۳۹ تا ۲۴۳ مدینہ پبلشنگ کراچی، ص ۲۶۳ تا ۲۶۷ شبیر برادرز لاہور)

اللہ اکبر! خان صاحب بریلوی نے خود یہ فتویٰ دے کر اپنے لئے جہنمی کی الاٹمنٹ کنفرم کر دی، کیونکہ خان صاحب نے صاف اس فتوے میں لکھ دیا کہ کسی بھی قسم کا کوئی گستاخانہ کلمہ مقابلے کیلئے بھی لکھنا تو کیا دیکھنا بھی حرام ہے، اسے چھاپنے والے اور ایسا کرنے والے بھی جہنم کے مستحق ہیں۔اس تاویل کا دروازہ بھی بند کر دیا کہ وہ کلمات اگر کسی کو دکھانے یا کسی پر رد کرنے کیلئے نقل کئے جائیں تو کیا حرج ہے؟ کیونکہ خان صاحب نے خود نہ تو ان کلمات کو اپنے فتوے میں نقل کیا نہ ان کو دیکھا بلکہ سائل نے جو نقل کئے اس کو بھی کہا کہ جب چھپواؤ تو ان کلماتِ خبیثہ کو نکال دو، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خان صاحب بریلی کے نزدیک الفاظ گستاخانہ کسی طور پر بھی نقل کرنا چھاپنا خواہ فتویٰ طلب کرنے ہی کیلئے کیوں نہ ہو جائز نہیں اور ایسا کرنے والا گویا ان کلمات گستاخانہ کو شایع کروانے میں معاون ہے اور انہی کے ساتھ جہنم میں ہوگا، خط کشیدہ عبارات کو غور سے پڑھیں اس قسم کی تاویلات کا دروازہ خود خان صاحب نے مسدود کر دیا!!!!

اب ملاحظہ فرمائیں کہ خود خان صاحب اور ان کے حواریوں نے معاذ اللہ علمائے دیوبند و اکابر دیوبند کو یہودیوں، عیسائیوں، آریوں سے بھی بڑا گستاخ کہا مگر اس کے باوجود خود خان صاحب بریلوی نے ''الکوکبۃ الشھابیہ''، ''حسام الحرمین'' وغیرہما میں اکابر دیوبند کی ان عبارات کو جنہیں وہ معاذ اللہ کائنات کی بدترین گستاخیوں میں شمار کرتے ہیں نہ صرف نقل کیا، بلکہ بار بار نقل کیا اور لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے عام کیا، لہذا خان صاحب بریلوی اپنے ہی فتوے کی روشنی میں قرآن کی آیت کی رو سے اللہ و رسول ﷺ کو ایذاء دینے والے لعنت کے مستحق ہو کر جہنم کے سزاوار ہوئے!!!!

اسی طرح آج جو رضا خانی ان عبارات کو گستاخانہ سمجھ کر نقل کر رہا ہے کسی بھی صورت میں خواہ کتابی صورت ہو، فتوے کی صورت میں ہو، میسج کی صورت میں ہو سوشل میڈیا کی صورت میں ہو سب گستاخی کے مرتکب لعنتی و جہنم کے سزاوار ہیں!!!!

لگے ہاتھوں ایک اور فتویٰ بھی ملاحظہ فرمالیں:

''کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ تقویۃ الایمان کا پڑھنا بعض لوگ برا بتاتے ہیں اور بعض اچھا کہتے ہیں برا بتانے والے حضور کا حوالہ دیتے ہیں ہم مشکوک ہیں جواب سے مطلع فرمائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ ناپاک کتاب سخت ضلالت و بے دینی اور کلمات کفر پر مشتمل ہے اس کا پڑھنا زنا اور شراب خوری سے بدتر حرام ہے کہ ان (زنا کرنے اور شراب خوری) سے ایمان نہیں جاتا اور یہ (کتاب) ایمان زائل کر دینے والی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، وہ جو اس کا پڑھنا اچھا بتاتے ہیں گمراہ بد دین بلکہ کفار مرتدین ہیں، اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کی کتاب سل السیوف الھندیۃ اور الکوکبۃ الشھابیۃ اور الاستمداد علی اجیال الارتداد اور کشف ضلال دیوبند وغیرہا انصاف و ایمان کی نگاہ سے دیکھی جائیں،

مسلمان کا ایمان خود گواہی دے گا کہ وہ مردود کتاب تقویۃ الایمان نہیں تفویت الایمان ہے، یعنی ایمان فوت کرنے والی والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ قدیم، ج ۶ ص ۱۸۳، جدید، ج ۱۵ ص ۱۶۵)

لہذا خان صاحب بریلوی سمیت آج تک جس کسی بریلوی مولوی، مناظر محقق، مصنف نے اس تقویۃ الایمان کا مطالعہ کیا خان صاحب کے فتوے کی رو سے زنا اور شراب خوری سے بڑھ کر کار حرام کیا، نیز حرام کو حلال و جائز سمجھنا بھی کفر ہے، لہذا خان صاحب بریلوی سے لیکر آج تک جو بریلوی اس کے پڑھنے کو جائز سمجھ کر پڑھتے رہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں!!!!

رضا خانی تاویل:

الحمدللہ! جب سے علمائے دیوبند نے دفاع کی حدود سے نکل کر رضا خانیوں کو خود ان کے اصول سے آئینہ دکھانا شروع کیا ہے بریلوی حضرات کی طرف سے عجیب عجیب شگوفے پڑھنے کو مل رہے ہیں، کبھی مولویوں کا انکار کر دیا جاتا ہے تو کبھی کتابوں کا!......حضرت مفتی مجاہد صاحب زید مجدہ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''ہدیہ بریلویت'' میں احکام شریعت کے چند حوالے نقل کئے تو ایک غیر معروف رضا خانی نے یہ خامہ فرسائی کی:

''کئی جگہ پر احکام شریعت کی عبارات درج کی گئی ہیں اور اسے اعلیٰ حضرت کی تالیف ظاہر کر کے اس کی ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر ڈالی ہے......جبکہ اس کے متعلق مولانا محمد کاشف اقبال مدنی صاحب لکھتے ہیں:

''احکام شریعت اعلیٰ حضرت بریلوی کی اپنی تصنیف نہیں ہے، اس کے مولف سید شوکت علی ہیں اس لئے اس کی مکمل ذمہ داری اعلیٰ حضرت پر نہیں ڈالی جا سکتی''۔ (ہدیہ بریلویت پر ایک نظر ص ۳۵)

حالانکہ یہ نرا دجل و فریب ہے، احکام شریعت کوئی غار سرمن رای میں موجود بارھواں امام نہیں کہ جس کا کسی کو پتہ نہ ہو، متداول کتاب ہے اب تک کئی ناشرین اس کو احمد رضا خان ہی کے نام پر چھاپ چکے ہیں، آج تک ہماری معلومات کے مطابق کسی نے بھی اس کتاب کا انکار نہیں کیا، یہ انکشاف پہلی دفعہ مولوی کاشف اقبال صاحب نے کیا جن کی اپنی حیثیت مسلک میں یہ ہے کہ کچھ دنوں پہلے واٹس گروپ میں موصوف کے نمبر کے ساتھ یہ میسیج چلائے جا رہے تھے کہ کہیں معقول مشاہرہ پر مسجد ہو تو موصوف کو امامت و خطابت درکار ہے۔

فقیہ اسلام کے مصنف ڈاکٹر حسن رضا اعظمی نے ''احکام شریعت حصہ اول تا سوم رضوی کتب خانہ بریلی'' کو خان صاحب کی فقہی تصانیف کی فہرست میں ''۱۰۶ تا ۱۰۸'' نمبر میں شمار کیا ہے۔ (فقیہ اسلام، ص ۱۷۴، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا)

اس کتاب کی تائید مشتاق نظامی اور پروفیسر مسعود نے کی ہے۔

فتاویٰ بریلی شریف میں لکھا ہے:

''اعلیٰ حضرت......نے احکام شریعت جلد دوم صفحہ ۱۰ میں نعلین والی روایت کے متعلق فرمایا''۔ (فتاویٰ بریلی شریف، ص ۳۵۳)

جناب طارق انور مصباحی نے اسے خان صاحب بریلی کی تصنیف شمار کیا:

''۲۲ احکام شریعت (اردو مسائل فقہیہ)''۔ (تصانیف مجدد اسلام ص ۲۸، تحریک رضائے مصطفی یو کے)

مولانا عبدالمبین نعمانی نے اسے خان صاحب بریلی کی تصنیف شمار کیا:

''۴۷/۱: احکام شریعت سہ حصص حسنی پریس بریلی''۔(المصنفات الرضویہ یعنی تصانیف امام احمد رضا ص ۷ ۲ نوری مشن مالیگاؤں ہند)

مولانا محمد حنیف رضوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ بریلی نے بھی اسے خان صاحب ہی کی تصنیفات کی فہرست میں شمار کرتے ہوئے اس کے تینوں حصوں کا نمبر ۱۵۹ تا ۱۶۱ دیا۔ ملاحظہ ہو: (جامع الاحادیث، ج ا ص ۵۹۰)

یٰسین اختر مصباحی نے اپنی کتاب میں ''تصنیفات امام احمد رضا قادری'' کے عنوان کے تحت لکھا: ''احکام شریعت، کتب خانہ سمنانی میرٹھ''۔(امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات، ص ۳۸۴، رضوی کتاب گھر دہلی)

اس کتاب پر مولوی اختر رضا خان ازہری، مولوی ارشد القادری، پروفیسر مسعود کی تائید وتقریظات ثبت ہیں۔

ان بریلوی علماء کے مقابلے میں آج کے ان چنڈوں خانوں کی کیا حیثیت ہے؟؟؟؟

پھر یہ کہنا کہ احکام شریعت خان صاحب کی تصنیف نہیں اس کے مولف شوکت علی ہیں، انتہائی مجمل دعویٰ ہے، اس لئے کہ خان صاحب بریلوی نے سرے سے کوئی تصنیف باقاعدہ لکھی ہی نہیں، ان کی ساری کتب جو تصنیفات کے نام سے معروف ہیں وہ ان کے فتاویٰ ہیں، جنہیں مختلف ناموں سے شایع کیا گیا، پھر تو چاہیئے کہ خان صاحب کی تمام تصنیفات ہی کا انکار کر دیا جائے!!!!

خان صاحب کی سب سے مشہور کتاب فتاوی رضویہ کے بارے میں خود بریلویوں نے لکھا کہ کیڑے کھا گئے، جلدیں ہی غائب ہوگئی تھیں، ظفر الدین بہاری صاحب نے بڑی محنت سے اس کی تبییض کی تو چاہیئے کہ سب سے پہلے فتاویٰ رضویہ کا انکار کیا جائے!!!!

بریلوی بھی عجیب قوم ہے نہ ماننے پر آئے تو احکام شریعت جیسی متداول ومعروف کتاب سے بھی انکار کرنے کیلئے پر تولنا شروع کر دیں اور ماننے پر آئیں تو ''سد الفرار'' جو احمد رضا خان کے بیٹے کی ہے اسے بھی نواب احمد رضا خان کی تصنیفات میں شامل کر دیں۔(المیزان، ص ۳۱۵) اور تنبیہ الجہال جسے نقی علی خان کے شاگرد کی تصنیف شمار کیا جاتا ہے اسے بھی خان صاحب کی تصنیفات میں شامل کر دیں۔(حیات اعلیٰ حضرت، ج ۲، ص ۱۶۱)

حضور ﷺ کو راعی کہنا اور خان صاحب کفر کی زد میں

نواب احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں''۔(فتاوی رضویہ قدیم ج ۶ ص ۲۶۵، جدید ج ۱۵ ص ۴۳۰)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''اللہ کا محبوب امت کا راعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا......الخ''(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۷۰۲)

ان مذکورہ دونوں مقامات پر خان صاحب نے جناب نبی کریم ﷺ کو راعی کہا ہے، حالانکہ بریلویوں کے یہاں نبی ﷺ کیلئے لفظ راعی کا استعمال توہین، گستاخی وکفر ہے!!

بریلوی دعوت اسلامی کے امیر الیاس قادری لکھتے ہیں کہ:

"سوال: اگر کوئی شخص سرکار مدینہ ﷺ کو امت کا چرواہا کہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟
جواب: یہ توہین آمیز لفظ ہے، کہنے والا توبہ وتجدید ایمان کرے"۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۲۰۴)
راعی کہے یا چرواہا، بات ایک ہی ہے کیونکہ "راعی" عربی میں چرواہے کو کہتے ہیں۔
(دیکھئے! کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۲۰۵ تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۵۳۷)
بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ:
"ان کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے جو راعنا کہہ کر محبوب پاک کے قلب کو ایذاء پہنچاتے ہیں، انہوں نے زبان سے تکلیف دی ہم انہیں تکلیف دہ عذاب میں مبتلا کریں گے..... ہمارا یہ حکم کان کھول کر سن لو اب اس کی خلاف ورزی نہ ہو، اب جو کوئی راعنا کہے گا وہ کافر ہوگا، کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے"۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۵۳۷)
بریلویوں کے غزالی زماں احمد سعید کاظمی لکھتے ہیں کہ:
"راعنا" کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی صحابی نیت توہین کے بغیر حضور ﷺ کو راعنا کہتا تو وہ **واسمعو وللکافرین عذاب الیم** کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پاتا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیت توہین کے بغیر بھی حضور ﷺ کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے"۔ (گستاخ رسول کی سزا قتل ص ۵)
اگر نبی ﷺ کے متعلق اس لفظ کے استعمال سے صحابی رسول بھی کافر ہو جاتا تو احمد رضا کیوں نہیں؟؟؟؟
ویسے بریلویوں نے بے خبری ہی میں سہی لیکن کفر کا فتویٰ تو خان صاحب پر ٹھونک ہی دیا!!!!

تاویل:

اعلیٰ حضرت نے نگہبان کے معنیٰ میں راعی کہا ہے۔ (کنزالایمان ص ۲۴۲)
جواب: یہ بھی نرا دجل وفریب ہے اس لئے کہ خود خان صاحب کہہ رہے ہیں:
"اللہ کا محبوب امت کا راعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا"
یہاں "پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا" کا جملہ ذکر کر کے خود خان صاحب نے واضح کر دیا کہ خان صاحب کی مراد چرواہا ہی ہے، کیونکہ چرواہا ہی بکریوں کو دیکھتا اور نگہبانی کرتا ہے۔
خان صاحب کا ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو، جس میں خان صاحب نے "راعی" کو چرواہے کے معنیٰ ہی میں لیا ہے:
"ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب، بلکہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیے سے ہوشیار رکھتا ہے"۔
(ملفوظات، حصہ سوم ص ۲۸۵)
کتے اور بھیڑیں رکھنے والا "راعی" چرواہا ہی ہوتا ہے، غرض خان صاحب بریلوی راعی کو چرواہے کے معنیٰ ہی میں لیتے تھے۔

بالفرض چرواہا مراد نہ بھی ہو تب بھی احمد سعید کاظمی کا حوالہ گذر چکا کہ صحیح نیت ہو تب بھی یہ لفظ نبی کریم ﷺ کی شان میں استعمال کرنا گستاخی ہے، لہذا خان صاحب کسی صورت نہیں بچتا!!!!

ختمِ نبوّت اور خان صاحب بریلوی

نواب احمد رضا خان صاحب بریلوی نے تحذیر الناس کی تین مختلف مقامات کی ناقص عبارات کو آپس میں آگے پیچھے جوڑ کر یوں لکھا:

''بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، عوام کے خیال میں رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہلِ فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''۔

(حسام الحرمین، ص ۸۰، النوریہ الرضویہ لاہور)

جب اہل حق کی طرف سے اس پر اعتراض ہوا کہ خان صاحب نے دھوکا دیا ہے اور عبارات کو ناقص اور آگے پیچھے نقل کیا ہے تو بریلوی حضرات کی طرف سے کہا گیا کہ تحذیر الناس کی یہ تینوں عبارتیں معاذ اللہ ختم نبوت کے خلاف اور کفریہ ہیں، اس لئے آگے پیچھے نقل کرو یا ایک ساتھ نقل کرو کچھ فرق نہیں پڑتا۔

چنانچہ دار الافتاء اہلسنّت یوپی کے مفتی اسرار احمد نوری لکھتے ہیں:

''ہر ایک عبارت الگ الگ کفری معنیٰ میں مستقل اور متعین ہے، ترتیب بدل جانے سے کفری معنیٰ پیدا نہیں ہوئے، بلکہ ہر ایک عبارت کفری معنیٰ بتانے میں ایسی صریح نص مفسر ہے کہ ان تینوں عبارتوں میں سے کسی عبارت میں کسی اور اسلامی معنیٰ کا قطعاً کوئی احتمال ہی نہیں''۔

(حسام الحرمین، ص ۳۹، نوریہ رضوی لاہور)

مولوی غلام نصیر الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت ...... نے تحذیر الناس کی جو عبارات نقل کی ہیں ان میں سے ہر ایک عبارت مستقل کفر ہے''۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، حصہ اول ص ۱۹۱)

اس کتاب پر مقدمہ موصوف کے والد مولوی اشرف سیالوی نے لکھا ہے۔

مولوی حسن علی رضوی لکھتا ہے:

''ہم نے واضح کر دیا کہ اعلیٰ حضرت ...... پر یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے تحذیر الناس کے تین نامکمل غیر مرتب فقروں کو ملا کر ایک کفریہ مضمون پیدا کر دیا، بنظر انصاف دیکھنے والا فوراً کہے گا کہ یہ الزام دروغ بے فروغ ہے، بلکہ تحذیر الناس کی ہر عبارت اپنے مضمون میں مکمل اور مستقل ہے اور تینوں میں سے ہر ایک عبارت اسلام کے اصولی اور بنیادی عقیدہ کے خلاف غیر اسلامی نظریہ کی حامل ہے''۔

(محاسبہ دیوبندیت، ج ۲، ص ۴۶۵)

مولوی شریف الحق امجدی صاحب لکھتے ہیں:

''بندہ نواز غصہ تھوکیے، حقائق کا سامنا کیجیے یہ تینوں عبارتیں تین مستقل کفر ہیں، ان کو علاحدہ علاحدہ لکھو تو کفر، کتاب کی ترتیب سے لکھو تو کفر، ترتیب بدل کر لکھو تو کفر''۔

(تحقیقات، ص ۲۸۱)

خلاصہ کلام کہ بریلوی حضرات کے ہاں معاذ اللہ تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں مستقل کفر و ختم نبوت کے خلاف ہیں!......اب تحذیر الناس کی ان تین عبارتوں میں سے ایک عبارت یہ بھی ہے:

''بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔

بریلوی حضرات کے ہاں یہ عبارت جس کا مطلب واضح ہے کہ اگر حضور ﷺ کے زمانے میں بھی بالفرض کوئی نبی ہو تب بھی آپ کا خاتم النبیین ہونا بدستور باقی رہتا ہے بھی معاذ اللہ ختم نبوت کے خلاف اور کفر ہے!!!!

بریلوی مناظر مولوی عبد الرحیم سکندری نے اس موقف کو ذرا مزید واضح کیا ہے، لہذا ہم انہی کی عبارات یہاں نقل کر دیتے ہیں، موصوف لکھتے ہیں:

''ان دونوں عبارتوں میں نانوتوی دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے نبوت والے زمانے میں ہی اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اس کے باوجود بھی حضور خاتم النبیین رہیں گے''۔

(سیف سکندری، ص ۴۳)

اور پھر لکھتے ہیں:

''بے شک ان عبارتوں میں حضور اکرم ﷺ کی صریح توہین کی گئی ہے اور یہ عبارتیں لکھنے والے گستاخ رسول، دین سے خارج مرتد ہیں''۔

(سیف سکندری، ص ۴۷)

اب ملاحظہ فرمائیں خان صاحب بریلوی سے ان کے بیٹے نے سوال کیا:

''**عرض:** حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں؟''۔

تو خان صاحب نے جواب دیا:

''**ارشاد:** جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں زندہ ہیں، خدمت بحر انہیں سے متعلق ہے اور الیاس علیہ السلام بر (خشکی) میں ہیں، پھر فرمایا چار نبی زندہ ہیں کہ ان کو وعدہ الٰہیہ ابھی آیا ہی نہیں......ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں اور دو زمین پر، خضر و الیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور ادریس و عیسیٰ آسمان پر (علیہما السلام)''۔ (ملفوظات، حصہ چہارم، ص ۳۸۰، فرید بک سٹال لاہور)

جب حضور ﷺ کے زمانے میں کسی نبی کو محض فرض کر لینا جیسا کہ تحذیر الناس میں ہے کفر، گستاخی اور ایسا لکھنے والا معاذ اللہ مرتد و دین سے خارج ہے تو خان صاحب بریلوی جو بالفعل چار انبیا علیہم السلام کو حضور ﷺ کے زمانے اور قیامت تک زندہ موجود مان رہے ہیں وہ ختم نبوت کے منکر کیونکر نہیں اور گستاخ رسول، مرتد و دین سے خارج کیوں نہیں؟؟؟؟

عبدالرحیم سکندری نے ایک عجیب جاہلانہ بات لکھی:

''ان دونوں عبارتوں میں نانوتوی دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے نبوت والے زمانے میں ہی اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اس کے باوجود بھی حضور خاتم النبیین رہیں گے''۔ (سیف سکندری ص ۴۳)

حضور ﷺ کے زمانہ نبوت میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آئیں گے تو کیا وہ بھی ختم نبوت کا انکار ہوگا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ہی کو منسوخ مانو گے؟؟؟؟

قارئین کرام! بدبختی کی انتہاء دیکھیں کہ محض تحذیر الناس کی اس عبارت کو کفریہ ثابت کرنے کیلئے انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ہی کو منسوخ کر دیا معاذ اللہ، چنانچہ مولوی اشرف سیالوی لکھتا ہے:

''اسی لئے جب سرکار علیہ السلام کو عالم اجسام میں نبوت عطا ہوئی تو باقی سب انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں منسوخ ہوگئیں''۔ (تحقیقات، ص ۴۰۴)

معاذ اللہ انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہوتی ہیں ان کی نبوت کو منسوخ ماننا کفر ہے، یہی کچھ بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی نے لکھا:

''ہمارے حضور کے آتے ہیں گذشتہ نبوتیں منسوخ اور آئندہ کیلئے دروازہ بند ہوگیا''۔

(مواعظ نعیمیہ، ص ۳۴۰، حصہ سوم)

تاویل:

ایک موصوف اس اعتراض کے جواب سے عاجز ہو کر موروثی دجل کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان انبیاء کو تو پہلے سے نبوت ملی ہے، خاتم النبیین کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت ملی تو یہ ختم نبوت کے خلاف ہے''۔ (ملخصاً حسام الحرمین اور مخالفین، ص ۳۴۳)

جواب حالانکہ یہاں خاتم النبیین کے معنیٰ پر تو کوئی بحث ہو ہی نہیں رہی، مسئلہ تو یہ ہے کہ آپ کے نزدیک یہ بات کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی کوئی نبی ہو اور بقول عبدالرحیم سکندری زمانہ نبوت میں کوئی دوسرا نبی آجائے تو یہ کفر ہے اور خان صاحب کے ذکر کردہ چاروں نبی حضور ﷺ کے زمانے میں موجود تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے زمانہ نبوت ہی میں آئیں گے تو آپ ہی کے فتوے سے یہ کفر ہوا اور بقول اسرار احمد نوری یہ ایسا کفر ہے کہ اس میں کسی تاویل اور قیل و قال کی گنجائش ہی نہیں، لہٰذا بجائے تاویلات گھڑنے کے خان صاحب کو اپنے ہی فتوے و اصول کی روشنی میں مرتد اور خارج از اسلام تسلیم کریں!!!!

خان صاحب تعزیر کے لائق تھے

خان صاحب بریلوی حالت جنابت میں درود شریف پڑھنے کے جواز کا فتوی دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قرآن مجید بحالت جنابت جائز نہیں، اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے"۔ (عرفان شریعت، ص ۴۸، شبیر برادرز لاہور، ص ۴۲ مکتبہ المدینہ کراچی)

قارئین کرام! خان صاحب کا یہ نظریہ کہ حالت جنابت میں درود شریف پڑھنا جائز ہے، جب ہم بریلوی مسلک کے شیخ الحدیث والتفسیر مفتی فیض احمد اویسی صاحب کی عدالت میں لیکر گئے تو وہاں سے کیا جواب ملا، ملاحظہ ہو:

"بے ادب گستاخ: یہ تھے باادب رعایا و بادشاہ لیکن آج ایسے بے ادب علماء کہلوانے والے پیدا ہو گئے کہ فتویٰ صادر فرما دیا کہ بحالت جنابت بھی درود شریف پڑھنا جائز ہے، کاش تعزیرات اسلام کا اجرا ہوتا اور فاروق اعظم جیسے غیور اسلام نافذ کرنے والے زندہ ہوتے، تب میں ان مفتیوں کو دیکھتا کہ ایسے فتاویٰ صادر کرتے، آزادی کا دور ہے جسے جو جی میں آئے کہہ دے، ورنہ وہ خداوند قدوس جو اپنے محبوب اکرم ﷺ کیلئے ایسے مقامات پر بھی نام لینے کو گوارا نہیں کرتا جہاں قہر و غضب یا کسر شان یا مقام نجاست ہو، مثلاً ذبح کے وقت، چھینک اور انگڑائی کے وقت اور حمام و پاخانہ وغیرہ وغیرہ ہی لیکن یہ ہیں کہ آج کل کے مفتی ازمفت کہ فتویٰ جڑ دیا کہ جنابت کے وقت درود پڑھنا جائز، اتنی بھی شرم نہیں کہ درود شریف فی الفور بارگاہ رسالت میں پہنچ کر فوراً ایجاز از رسول اور خدا ہوتا ہے، لیکن مجبور ہیں ایسے بد بخت مفتی کیونکہ عشق رسول سے محروم ہیں، کسی نے فرمایا ؎

بے عشق محمد جو پڑھتے ہیں بخاری بخار ان کو آتا ہے بخاری نہیں آتی

(شہد سے میٹھا نام محمد، ص ۱۲۹، ۱۳۰)

بریلوی مفتی فیض احمد اویسی صاحب کی عدالت سے خان صاحب بریلوی کیلئے مندرجہ ذیل فیصلہ جاری ہوا:

(۱) مفتی ازمفت ہیں۔
(۲) بے ادب گستاخ۔
(۳) بے عشق چونکہ بخاری پڑھی اس لئے بخاری تو نہیں آئی بخار آگیا۔
(۴) خان صاحب جیسوں پر تعزیر جاری ہونی چاہیئے۔

بریلوی حضرات کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ خان صاحب تو اب اس دنیا میں نہیں رہے، اس لئے کم از کم ان کی قبر پر ہی جا کر اس شرعی تعزیر کے حکم کو پورا کر دیا جائے!!!!

پیر محمد چشتی کے ہاتھوں خان صاحب بریلوی کی تاریخی درگت

اللہ تعالیٰ کیلئے بطور تعظیم جمع کا صیغہ استعمال کرنے پر بریلوی پیر محمد چشتی فتویٰ لگاتے ہوئے لکھتا ہے:

"(۱) شرعی حکم: بغرض تعظیم واجب و ادب اللہ تعالیٰ کی شان میں جمع کے الفاظ استعمال کرنا جہل محض و نادانستہ گناہ ہے۔
صغریٰ: کیونکہ یہ اپنی تعظیم کیلئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیمات کے خلاف ہے۔
نتیجہ: اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیمات کے خلاف کسی بھی عمل کو اس کی تعظیم و ادب تصور کرنا جہل محض و نادانستہ گناہ ہے۔

ثمرۂ استدلال: لہٰذا یہ عمل بھی جہل محض و نادانستہ گناہ ہے"۔ (معارف رضا کا کنزالایمان نمبر ص ۲۱۵)

مزید لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ انداز ادب بھی حرام ہے"۔ (معارف رضا کا کنزالایمان نمبر ص ۲۱۵)

بلکہ پیر محمد چشتی نے اس کو "بدعت ضلالہ" کہا۔ (معارف رضا کا کنزالایمان نمبر ص ۲۱۹)

اب ملاحظہ فرمائیں خان صاحب بریلوی اس بدعت ضلالہ کو جائز سمجھتے تھے: ان کے فتاویٰ میں ہے:

"ایک مولوی صاحب وعظ میں اس طرح کہتے تھے: "اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتے ہیں" اور کبھی اس طرح کہتے تھے: "ارشاد فرماتا ہے" کہیں تو اللہ فرماتے ہیں اور کہیں اللہ فرماتا ہے، ایسے کلام کے کہنے سے انسان پر کفر شرک تو لازم نہیں آتا یا آتا ہے، گناہ گار ہوتا ہے یا نہیں اور کتابوں کے مصنف نے "اللہ فرماتے ہیں" کیوں نہیں لکھا؟ اور "فرماتا ہے" لکھا، کیا وجہ؟

الجواب: اللہ عزوجل کو ضمائر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد احد فرد وتر ہے اور **تعظیماً ضمائر جمع میں بھی حرج نہیں**، اس کی نظیر قرآن عظیم میں ضمائر متکلم ہیں تو صدہا جگہ ہے: (مثلاً)

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (یعنی) بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اور ضمائر خطاب میں صرف ایک جگہ ہے وہ بھی کلام کافر سے کہ عرض کرے گا: **رب ارجعون لعلی اعمل صلحا** (اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں) اس میں علماء نے تاویل فرمادی کہ یہ "ارجع" کی جمع باعتبار تکرار ہے یعنی "ارجع ارجع ارجع"، ہاں ضمائر غیبت میں بے ذکر مرجع صیغ جمع فارسی، اور اردو میں بکثرت بلانکیر رائج ہیں ؎

آسماں بار امانت نتوانست کشید قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

(آسمان امانت کا بوجھ نہ اٹھا سکا، قرعہ فال مجھ دیوانے کے نام نکلا)

؎

سعدیا روز اول جنگ بہ ترکاں دادند

(اے سعدی! روز اول سے جنگ ترکوں کو دے دی گئی ہے)

ے

زرویت ماہ تاباں آفریدند زقدت سربستان آفریدند

(تیرے چہرہ اقدس سے روشن چاند پیدا ہوتے ہیں تیرے قد انور سے باغ کے سرو اگتے ہیں)

ایسی جگہ لوگ کارکنان قضاء و قدر کو مرجع بتاتے ہیں، بہر حال یونہی کہنا مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مگر اس میں کفر و شرک کا حکم کسی طرح نہیں ہوسکتا، نہ گناہ ہی کہا جائے گا بلکہ خلاف اولیٰ"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، ج ۱۴، ص ۶۴۸، ۶۴۹)

خان صاحب "جمع" کے ساتھ اللہ کو پکارنے کو نہ صرف جائز بلکہ قرآن سے ثابت کر رہے ہیں، لہٰذا پیر محمد چشتی کے فتوے کی رو سے خان

صاحب بریلوی:

(۱) بدعت ضلالہ کا مرتکب (۲) کارِحرام میں ملوث ہے (۳) جاہل وگناہ گار ہے۔

ماقبل کی اس مختصر تفصیل سے معلوم ہوا کہ خود نواب احمد رضا خان صاحب گستاخانہ وکفریہ عقائد کے حامل تھے،اب ذرا مفتی عبدالمجید سعیدی صاحب کی یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمالیں:

''جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت...... نے قرآن مجید میں کھلی معنوی تحریف کا ارتکاب کیا ہے، جو دبی زبان میں آپ پر ان کا فتویٰ کفر ہے، کیونکہ قرآن میں تحریف کرنا بالاتفاق کفر ہے، جبکہ عظمت نبوت کے کسی مسئلہ میں آپ کی اس قسم کی تردید وتغلیط کرنے کا واضح معنیٰ یہ بنتا ہے کہ آپ گستاخان رسول (وہابیہ) کے خلاف اپنے مشہور برحق موقف میں حق بجانب ہونے کے بجائے خود اس میں ملوث ہیں (والعیاذ باللہ) جو ظاہر ہے عوام اہل سنت کیلئے سخت گمراہی کا باعث ہے، کیونکہ عوام باریکیوں میں نہیں جاسکتے اور ان کے نزدیک کسی ایک مسئلہ میں غلط ہونے کا مطلب اس کا تمام مسائل اور جملہ عقائد ونظریات میں باطل ہونا بنتا ہے''۔

(کنزالایمان پر اعتراضات کا آپریشن ،ص ۵۴،کاظمی کتب خانہ رحیم یار خان)

پس جب خان صاحب ایک نہیں کئی مسائل میں غلطی پر ہیں، بلکہ اپنے اور اپنے ہی ہم مسلک علماء کے فتاویٰ واصول کی روشنی میں کفر وگستاخی کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں تو حسام الحرمین اور علمائے دیوبند کے خلاف ان کے فتاویٰ خود دریابرد ہوجاتے ہیں، اس لئے کہ جب یہ خود کفر میں ملوث نکلے تو دوسروں کو کس منہ سے کافر کہتے ہیں !!!!

قصہ مختصر! خان صاحب اور ان کی ذریت پر مزید بھی کئی قہاری وجباری فتوے ہیں، جن سے ان کا اسلام سلامت نہیں رہتا اور مزے کی بات یہ فتوے بھی خود انہی کے ہیں جیسا کہ ماقبل میں ہم نے بیان کیا،اس پر مزید تفصیل کیلئے ''دست وگریباں'' کتاب کی تمام جلدوں کا مطالعہ کریں۔

نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب کی نسبت کرنا

اس پر پہلے بریلوی فتاویٰ ملاحظہ فرمالیں:

''مسلمانو! غور فرمایئے! دیوبندیوں اور نجدی وہابی مولویوں کے تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ پہلے بھی گناہ گار تھے اور آئندہ بھی گناہوں کی امید تھی، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو ایک سند دینا پڑی کہ ہم نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے،معاذ اللہ''۔ (فیصلہ کیجئے،ص:۱۹)

اسی طرح حشمت علی کے بھائی مولوی محبوب علی خان نے ان تراجم پر کفر کا فتویٰ لگایا:

(النجوم الشہابیہ؛ص:۵۸) اس پر (۵۴) رضاخانی اکابر کی تصدیقات ہیں۔

حنیف قریشی صاحب کہتے ہیں کہ ان تراجم کے ہوتے ہوئے ہم عیسائیوں کے سامنے نبی کریم ﷺ کا دفاع نہیں کرسکتے۔

(ملخصاً گستاخ کون؟ص:۱۹۶)

شیر محمد اعوان رضاخانی آف کالاباغ لکھتے ہیں:

حضور سرور کائنات ﷺ کو معاذ اللہ خطا کار اور قصوروار بناڈالا...... ایک عام مسلمان یا ایک غیر مسلم کیا تاثر لے سکتا ہے یہی کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کا دامن بھی خطاؤں سے پاک نہ تھا، کیا یہ تراجم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار تھمادینے کے موجب نہیں ہوں گے؟ کیا ان تراجم سے عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسلمہ عقیدہ مجروح نہیں ہوتا؟''

(محاسن کنزالایمان ص:۵۶۔۵۷)

مفتی محمد رمضان لکھتا ہے:

''ذنب، ذنب ہی رہے گا، ذنب ہر حال میں ذنب ہے، گناہ ہے، جس سے اللہ کا ہر نبی ورسول پاک ہے''۔

(معارف رضا کنزالایمان نمبر ص۱۵۹)

''ذنب گناہ جرم اور بدعملی کو کہا جاتا ہے...... ہر نبی ورسول ﷺ ذنب، اثم، جرم اور معاصی سے پاک اور مبرا اور معصوم ہوتا ہے...... مذکورہ حوالہ جات سے آپ نے دیکھ لیا ذنب اور عصمت ایک دوسرے کی ضد ہے، ذنب والا معصوم نہیں اور معصوم ذنب والا نہیں مذنب نہیں''۔

(معارف رضا کنزالایمان نمبر ص۱۵۸)

ان تمام حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ''ذنب'' کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنے والا گستاخ رسول ﷺ ہے، وہ معاذ اللہ آپ ﷺ کو گناہ گار سمجھتا ہے اور عقیدۂ عصمت کا منکر ہے اور حضور ﷺ کو معاذ اللہ ''مذنب'' ماننا پڑے گا، جبکہ خان صاحب بریلوی اور ان کے والد نے ذنب کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی ہے، لہٰذا ان تمام فتاویٰ کی روشنی میں یہ دونوں گستاخِ رسول ﷺ ہو کر اسلام سے خارج ہوئے!!!!

مولوی احمد رضا خان کے حاشیہ کے ساتھ شائع ہونے والی اس کے والد مولوی نقی علی خان کی کتاب میں ہے:

خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمومنات﴾

مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے

(فضائل دعا ص:۶۹ مکتبۃ المدینہ)

خان صاحب بریلوی مشرک و بے ایمان

ضیغم بریلویت جناب علامہ حسن علی رضوی میلسی رضاخانی لکھتا ہے:

''ہندوؤں کے تہوار مثلاً دیوالی ہولی وغیرہ جو ہندوؤں کے نمبر ۲ خدا سیتا کی سری لنکا سے واپسی کی خوشی میں سیتا سے منسوب کر کے منائی جاتی ہے۔ ہولی بھی ہندو اوتاروں سے منسوب تقریب ہے کہ مٹھائی پوریاں کھیلیں یا اور کچھ کھالینا اور رکھنا درست فرمایا۔ حالانکہ یہ تو کھلم کھلا علی الاعلان وعلی الاطلاق شرک ہے۔ ہندوؤں کے خداؤں کے نام سے منسوب ہے، کسی بھی مرحلہ پر کسی بھی عنوان سے اللہ تعالیٰ کا نام

نہیں لیتے یہ کھانا کیسے کونسی شریعت کے اعتبار سے درست ہوگیا؟''

(محاسبہ دیوبندیت، ج ا، ص ۱۵۰، ۱۵۱)

اور کوکب نورانی کہتا ہے:

''یقین جانیے یہ ایسی باتیں ہیں جن کو پڑھ کر مسلمان پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے اور ایمان گواہی دیتا ہے کہ یہ باتیں صرف کوئی دشمن رسول اور بے ایمان ہی کرسکتا ہے''۔

(دیوبند سے بریلی، ص ۳۶)

اس سے معلوم ہوا کہ ہولی دیوالی کی مٹھائی یا کھانا کھانے کو جائز قرار دینا، اس کی اجازت دینا علی الاعلان شرک کا ارتکاب ہے، کیونکہ وہ یہ کھانے اپنے دیوتاؤں کے نام پر تقسیم کرتے ہیں اور ایسا شخص دشمن رسول ﷺ و بے ایمان ہے۔ اب خان صاحب نے ان سب کے کھانے کی اجازت دی چنانچہ ان کے ملفوظات میں ہے:

''عرض: کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس روز نہ لے، ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثاء کے تیوہار کی مٹھائی ہے، بلکہ مالِ موذی نصیب غازی''۔

(ملفوظات، حصہ اوّل، ص ۱۶۳، مکتبۃ المدینہ)

خان صاحب کی بدبختی کا اندازہ لگائیں کہ شرک کا ارتکاب کرنے والے کو ''غازی'' سے تعبیر کر رہے ہیں، رضا خانی فتوے سے اس کے کفر و شرک اور بے ایمان ہونے میں بھلا کیا شک ہوسکتا ہے؟؟؟؟

کفر ابی طالب کا قول کر کے کفر کے گھاٹ

سید محمد امین شاہ صاحب نقوی رضوی فاضل جامعہ رضویہ فیصل آباد لکھتے ہیں:

''بعض سر پھرے لوگ اپنی جہالت کی بنا پر سیدنا ابو طالب اور والدین مصطفیٰ پر تقریر و تحریر کے ذریعے سے نت آئے دن مختلف نوعیت کے بے بنیاد اعتراضات پھینکتے رہتے ہیں کہ حضرت ابو طالب نے کلمہ نہیں پڑھا...... مگر حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا اپنا ایمان ہی مشکوک اور محلِ نظر ہے''۔

(ایمان ابی طالب، ج ا، ص ۵۹)

اس کتاب پر صائم چشتی، خواجہ قمر الدین سیالوی، عطا محمد بندیالوی، محمود شاہ محدث ہزاری، فیض الحسن شاہ سجادہ نشین آلو مہار، قاری علی احمد امام مسجد سنی رضوی جامع مسجد و معلم مظہر الاسلام، امین شاہ صاحب، اقبال احمد فاروقی صاحب، صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ کی تقاریظ موجود ہیں۔

اشرف سیالوی مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کو کہتے ہیں:

''علامہ صاحب اپنے اکابر کی ارشادات کے برعکس ہر حال میں ابو طالب کو مشرک اور کافر ثابت کرنا اہم فریضہ معلوم ہوتا ہے اور ہر

قیمت پر اس کو ثابت کرنا چاہتے ہیں خواہ اپنا ایمان خطرے میں پڑ جائے"۔
(گلشن توحید و رسالت ج ا ص ۱۵۶، ۱۵۵)
اب ملاحظہ ہو فاضل بریلوی لکھتے ہیں: "صحیح و کثیر حدیثیں کفر ابی طالب ثابت کر رہی ہیں"۔ (رسائل رضویہ، ج ۲ ص ۴۳۱)
۲) ابو طالب کا شرک پر مرنا ثابت ہے۔ (رسائل رضویہ۔ ج ۲۔ ص ۴۲۹)
معلوم ہو گیا ابو طالب ضروریات دین کا منکر تھا۔
۳) اور فاضل بریلوی لکھتے ہیں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔
(فتاویٰ افریقہ۔ ص ۱۱۹)
بقول فاضل بریلوی جو ایمان ابی طالب مانے وہ بھی کافر ٹھہرا، تو گویا ان تمام رضاخانی مولویوں کے فتوؤں سے موصوف کافر ہوئے!!!!

کاظمی کے فتوے کی زد میں

احمد رضا خان کا شعر ہے: ؎
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی
(حدائق بخشش ص ۶۲ حصہ ا)
اس شعر میں خان صاحب بریلوی نے حضور ﷺ کو اللہ کے نور کا ٹکڑا کہا جبکہ کاظمی لکھتا ہے:
"اللہ نے اپنے حبیبؐ کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی ذاتِ مقدسہ سے پیدا فرمایا، اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ السلام کی ذات کا مادہ ہے یا حضورؐ کا نور اللہ کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے، اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے، اس لیے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے"۔
(مقالات کاظمی ص ۵۶ مکتبہ فریدیہ)
فیض احمد اویسی اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہاں "وحدت" سے مراد حقیقت محمدیہ ہے (شرح حدائق بخشش، ج ۲)۔ حالانکہ یہ تاویل باطل ہے، حقیقت محمدیہ کو نورِ وحدت کا ٹکڑا نہیں کہا جاتا، خود خان صاحب کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ نے اپنے نور سے پیدا کیا تو لامحالہ یہاں مراد وحدت سے اللہ کی ذات مراد ہے اور وحدت کا لفظ ذات کیلئے آتا ہے یہ خود مفتی حنیف قریشی نے بھی تسلیم کیا، ملاحظہ ہو اس کا مناظرہ گستاخ کون، ص ۵۷۱ پر یاد رہے کہ رضاخانی اصول سے یہ اصطلاحات اس نے پیر نصیر گولڑوی کی کتاب سے سرقہ کی ہیں۔

خان صاحب بریلوی ختمِ نبوت کے منکر

رضاخانی مناظر اعظم سیالوی اینڈ کمپنی لکھتے ہیں:
بعض حضرات یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

انی عند اللہ لمکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینہ۔

اس کے بارے میں گذارش ہے کہ اس حدیث سے استدلال درست نہیں، کیونکہ اگر سرکار علیہ السلام کو سب سے پہلے نبوت ملی ہے تو آپ خاتم الانبیاء کیونکر ہو سکتے ہیں؟ اگر سب سے پہلے سرکار علیہ السلام ختم نبوت سے متصف تھے تو پھر بعد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مبعوث ہوئے؟ اس طرح تو پھر نانوتوی کا کلام ٹھیک ہو جائے گا کہ اگر بعد زمانہ نبوی کوئی اور نبی آ جائے تو ختم نبوت میں کچھ فرق نہ آئے گا، نیز دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صرف علم الٰہی میں نبی تھے بالفعل نہیں تھے تو پھر سرکار علیہ السلام ان سے آخری کیسے ہو گئے، آخری نبی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کا اعطاء ہوا اور اس ہستی کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

(تحقیقات ص ۳۹۳،۳۹۴)

اور سیالوی گروپ نے اسی وجہ سے یہ کہا کہ تحقیقات (رضا خانی مناظر اعظم شرف سیالوی کی کتاب جس میں یہ ثابت کیا گیا کہ آپ ﷺ کو سب سے پہلے نبی ماننے سے ختم نبوت کا انکار لازم آئے گا، ساجد) جب لوگ مذہبی چال بازی کا شکار ہو رہے تھے اور جس راستے پر چل رہے تھے، وہ عن قریب انہیں قادیانیت کی گود میں لے جانے والا تھا تو اس وقت امام احمد رضا خان بریلوی کے افکار اور سیدی محدث اعظم پاکستان کی فراست کے پاسبان حضرت شیخ الحدیث نے ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے (۴۱۵) صفحات کی یہ کتاب لکھی۔

(مجلہ حجۃ الاسلام لاہور ص ۲۶۲، اشرف سیالوی نمبر)

سیالوی گروپ لکھتا ہے:

''عقیدہ ختم نبوت سے چشم پوشی اور نام فدایان ختم نبوت:

فدایان ختم نبوت کی عقیدہ ختم نبوت سے غفلت سعیدی صاحب کا رسالہ نشر کرنے والے گروہ کا نام فدایان ختم نبوت لکھا ہے، علامہ آلوسی نے **ما کان محمدًا** کے تحت تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے، ختم نبوت کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں وصف نبوت سے متصف ہوئے، اگر اسی عالم ارواح والی نبوت کا اظہار ہے پھر حضور ﷺ آخری نبی نہیں قرار پائیں گے اس کو ایک مثال سے واضح کرتے ہیں، ایک پیر صاحب نے اپنے چند مریدوں کو خلافت دی اور جسے سب سے پہلے خلافت دی اسے کہا کہ ابھی تم نے اظہار نہیں کرنا دوسروں نے اظہار کر دیا ان کے بعد یہ خلیفہ صاحب گویا ہوئے کہ مجھے سب سے پہلے خلافت ملی تھی، مگر میں تمہیں اب بتا رہا ہوں اور یہ بات ثابت ہو جائے کہ واقعی انہیں پہلے خلافت ملی تھی تو انہیں آخری خلیفہ کہا جائے گا؟

قارئین انصاف فرمائیں! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب سے سرکار کو نبوت ملی اللہ نے کسی کو نبی نہیں بنایا، اگر نبوت وہی عالم ارواح والی ہے اور دنیا میں صرف اظہار کا حکم ہے تو اب تمام انبیاء کی نبوت کا انکار لازم آئے گا۔ یہ اچھے فدایان ختم نبوت ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت کو اپنے مخصوص نظریے پر فدا کرنے کا پروگرام بنا چکے ہیں اور ان کے نظریے کو اپنایا جائے تو کہیں یہ خرابی کہ حضور خاتم النبیین نہ رہیں اور کہیں یہ کہ باقی انبیاء کی نبوت کی نفی، العیاذ باللہ۔

(مولانا عبد المجید سعیدی کو دعوت حق ص ۲۰، ۲۱)

تحقیقات والی بات کو مفتی نذیر احمد سیالوی نے بھی نقل کیا ہے، ہم وہ بھی نقل کر دیتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اور جناب صاحبزادہ صاحب نے مزید لکھا ہے کہ:

''اگر سرکار علیہ السلام کو سب سے پہلے نبوت ملی تو آپ ﷺ خاتم النبیین کیونکر ہو سکتے ہیں''۔(محاکمہ عطائیہ کا منصفانہ جائزہ ص ۳۰)

یہی سیالوی صاحب لکھتے ہیں:

''علامہ (سعید احمد) اسعد نے حضور سید المرسلین ﷺ کی عالم ارواح والی نبوت کا انکار کر دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس نبوت کے تسلیم کرنے سے حضور ﷺ کی ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے، جو قطعی طور پر کفر ہے''۔

(خاتم النبیین کا معنیٰ ص ۲۳)

یہی سیالوی صاحب مولوی سعید احمد اسعد صاحب کا نظریہ یوں بیان کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے عالم ارواح میں حقیقۃً مشرف بہ نبوت فرمائے جانے کا عقیدہ رکھنے سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور بندہ یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے''۔

(تصریحات جزو ثانی ص ۴۲)

مفتی عبدالمجید خان سعید صاحب مولوی سعید احمد اسعد صاحب کی تقریر کا اقتباس نقل کرتے ہیں کہ:

''موصوف نے''نہایت ہی خطرناک طرز پر اپنے سامعین کو مخاطب کر کے ان سے سوال کیا کہ بتاؤ اگر حضور کو پہلے سے نبی مان لیا جائے تو ختم نبوت کا کیا مطلب ہو گا؟ یعنی آپ ﷺ خاتم النبیین کیونکر ہو سکیں گے؟''(مسئلہ نبوت عندالشیخین ص ۲۵)

سیالوی گروپ کا نامی گرامی مولوی مفتی غلام حسن قادری صاحب لکھتا ہے:

''میں اس کو نزاع لفظی نہ کہوں تو کیا کہوں؟ یا پھر فریق در پردہ ختم نبوت کے عقیدے کو کمزور کر کے قادیانیت کو نادانستہ طور پر تحفظ دے رہا ہے''۔(ایک غلط فہمی کا ازالہ ص ۸)

خلاصہ: قارئین گرامی قدر! ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ بریلوی مناظر اعظم اشرف سیالوی و سعید اسعد گروپ اپنے مخالفین کو جو عالم ارواح سے آپ ﷺ کو نبی مانتے ہیں، ان کو ختم نبوت کا منکر اور قادیانی وغیرہ سب کچھ کہتا ہے جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں، اب ملاحظہ ہو کہ خان صاحب کا عقیدہ بھی بقول رضاخانیہ یہی تھا کہ آپ ﷺ سب سے پہلے بالفعل نبی تھے، چنانچہ ان کا ایک شعر ؎

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، حصہ دوم ص ۲۸)

اس کی شرح میں اویسی نے شرح حدائق بخشش، ج ۶ ص ۱۱۸ تا ۱۲۰ یہی تفصیل لکھی کہ ان اشعار کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ سب سے پہلے بالفعل نبوت سے متصف ہوئے، لہٰذا خان صاحب رضاخانی مناظرین کے ہاتھوں ختم نبوت کے منکر ہو کر کافر و مرتد ہوئے!!!!

☆☆☆☆